

نفس پرستیوں کو ذبح کر دو

تم اللہ کے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنی بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی، مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ، اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کر دو! اور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ خُداوند! زمین کی سب سے بڑی مصیبت، انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور انقلابِ اقوام و ملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم و اسمعیلؑ کی ڈڑیت کو نہ بھلا سیو، اور اُن کے گناہوں کو معاف کر دیجو! علی الخصوص عید کے دن جب اُس کے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرو۔ تم میں ایک رُوح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو، اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہ رہے ہوں۔

یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اُس کی درگاہ میں کوئی چیز کارگر نہیں ہو سکتی۔

پس جس طرح بھی ہو سکے، اپنے خُدا کو راضی کرو اور اُسے منالو، کیونکہ تم نے اپنی بد عملیوں سے اُسے غصہ دلایا اور اُس کے پاک حکموں کی پروا نہ کی!

سراغِ رسائی کا کمال

اسلام: امن و سلامتی کا علمبردار

کچھ حیران کن باتیں

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مقدمہ

امیر تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس

ملکی اور عالمی حالات

سنگل گلوبل کرنسی کا منصوبہ

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حقیقۃ الحج

مولانا ابوالکلام آزادؒ



سورة الاعراف

(آیات: 30، 31)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قَرِیْبًا هَدٰی وَ قَرِیْبًا حَقًّا عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّیْطٰنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ یٰۤاٰدَمُ خُذْ وَاٰزِیْنَتَکُم مِّنْ عِنْدِ کُلِّ مَسْجِدٍ وَ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾﴾

”ایک فریق کو تو اُس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی۔ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ ہدایت یاب ہیں۔ اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مُزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اڑاؤ کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

ایک گروہ تو ایسا ہے جسے اللہ نے ہدایت دی یعنی انہوں نے فطرتِ سلیمہ سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صراطِ مستقیم پر چلا دیا۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے کہ ان پر گمراہی مسلط ہو چکی ہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے فطرت کی سلامتی کھودی۔ اُن کی ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب نے اُن کو اندھا کر دیا اور حسد اُن کو لے بیٹھا۔ اُن کے اسی رویے نے انہیں ضلالت کا مستحق بنا دیا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا رفیق اور ساتھی بنا لیا۔ اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم بہت ہدایت پر ہیں۔

اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت زینت اختیار کیا کرو یعنی نماز کی تیاری کرتے وقت وضو کر کے اپنے اعضاء دھو کر صاف کر لو، صاف ستھرے کپڑے پہنو۔ اللہ کی منشا تو یہ ہے کہ اُس کے دربار میں حاضری کے لیے آتے ہو تو اچھا لباس پہن کر آؤ۔ ہاں، فضول خرچی کی اجازت نہیں۔ کھاؤ اور پیو مگر حد سے تجاوز نہ کرو۔ اسلامی تعلیمات میں ہر جگہ اعتدال پایا جاتا ہے۔ لہذا اس اعتدال کی راہ سے ہٹ کر اسراف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا پسندیدہ نہیں ہے مگر یہ بھی جائز نہیں کہ رہبانیت اختیار کی جائے۔ ہر طرح کی نعمتوں سے منہ موڑ کر موٹا جھوٹا پہنا جائے اور استطاعت کے باوجود حقیر سا کھانا پینا ہو نیز اچھا کھانے پینے اور پہننے کو نفس پرستی سمجھ لیا جائے۔ ہاں! جان لینا چاہیے کہ یہاں دو مختلف صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ دینِ مغلوب ہو، ایسی صورت میں آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے جدوجہد کریں، اپنا بیشتر وقت اور صلاحیتیں اس کام میں لگائیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ دنیا کمانے میں پورا وقت نہیں لگا سکیں گے۔ چنانچہ اگر دوفرمائیں گے تو اچھا کیسے کھائیں گے اور اچھا کیسے پہنیں گے، یہ ممکن ہی نہیں، تو یہ رہبانیت نہیں ہے۔ اگر دینِ مغلوب ہے تو اس کو غالب کرنے کے لیے آپ کو کوشش تو لازماً کرنا ہے اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتے تو نہیں بھیجے گا۔ اسلام کو غالب تو آپ ہی نے کرنا ہے۔ جب وقت اور صلاحیتیں اس طرف لگ رہی ہیں تو معیشت تو متاثر ہوگی، معیار زندگی تو کم سے کم کرنا پڑے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح اپنی توانائیاں اس کام میں لگائیں، گھریا چھوڑے، بھوک پیاس برداشت کی۔ یہ رہبانیت کے جذبے کے تحت نہ تھا بلکہ غلبہٴ دین کی ہمہ وقتی مصروفیت کا نتیجہ تھا۔ یہ منطقی بات ہے کہ جو بھی انقلابی پارٹی دنیا میں آئی خواہ وہ کمیونسٹ ہوں یا کوئی اور، انہیں ایسا کرنا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بغیر انقلاب آ ہی نہیں سکتا۔ البتہ اگر دینِ غالب ہو گیا، صحیح اسلامی ریاست قائم ہو گئی، نظامِ خلافت رائج ہو گیا، تو اب دین کو آگے پھیلانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ وہ اس کو Plan کرے گی۔ ضرورت کے مطابق مجاہد تیار کرے گی۔ دوسرے لوگ اپنے گھر میں رہیں گے، حلال جتنا چاہیں کمائیں گے، تاکہ اچھا کھائیں پہنیں اور پہنیں، روحانی ترقی کے لیے نوافل پڑھیں، ذکر اذکار کریں، مگر یہ کب ہوگا؟ جب دینِ غالب ہو۔ لوگوں نے اس بنیادی بات کو نہیں سمجھا، جس سے کنفیوژن پیدا ہوئی کہ اولاد کا حق بھی ہے، بیویوں کا حق بھی ہے۔ اسوہ حسنہ دیکھئے، ازواجِ مطہرات نے نطفے میں اضافے کا مطالبہ کیا تو آپ کی طرف سے طلاق کی دھمکی ملی۔

مختصر یہ کہ جب دینِ مغلوب ہو تو ضروریاتِ زندگی کو کم سے کم کرنا ہوگا یہاں تک کہ جسم و جان کا رشتہ قائم رہ سکے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت غلبہٴ دین کی جدوجہد میں لگے۔ البتہ اگر دینِ غالب ہو تو معیشت کی بہتری کے لیے کوشش کرنا، اچھا کھانا پینا اور پہننا کسی طرح بھی ناجائز نہیں۔

مشورہ اور اس کی اہمیت

فرمانِ نبوی

بِاسْمِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)) (رواه ابوداؤد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس سے مشورہ لیا جائے، وہ امانت دار ہوتا ہے۔“

تشریح: چھوٹوں کو چاہیے کہ اپنے معاملات میں بڑوں سے مشورہ لیتے رہیں کیونکہ زندگی کی گزرگاہوں میں انہوں نے بہت سے تجربات حاصل کیے ہوتے ہیں۔ مشورے سے گھرانوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور جس سے مشورہ کیا جائے اُسے امانت دار ہونا چاہیے۔

سراغِ رسائی کا کمال

قیامِ خلافت کا نقیب

لاہور

ہفت روزہ

ندانے خلافت

جلد 17
10 تا 4 دسمبر 2008ء شماره
11 تا 5 ذوالحجہ 1429ھ 47

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارات

سید قاسم محمود - ایوب بیگ مرزا

سردار اعوان - محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67- اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36- کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 10 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک.....300 روپے

بیرون پاکستان

اٹلیا.....(2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے

سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سراغِ رسائی کا کیا کمال ہے۔ دو درجن افراد نے ابھی بمبئی میں ادھم مچانا شروع کیا ہی تھا۔ ریلوے سٹیشن، ایک ہسپتال اور ایک ریستورنٹ پر انہوں نے فائرنگ کی۔ پھر بمبئی کے ”انٹرنیشنل“ ہوٹلوں میں جا گھسے، دھا کے کیے اور فائرنگ شروع کی۔ ہندوستانی فوج اور اس کے جاہاز کمانڈوز کو تین دن لگے، تب جا کر کہیں ان پر قابو پایا جاسکا۔ لیکن اس دہشت گردی کا آغاز ہوتے ہی بھارت کی سراغ رساں ایجنسیوں نے اپنی اہلیت کے کمال کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلکہ یوں کہہ لیں کہ سراغِ رسائی کی تاریخ میں ایک معجزہ دکھاتے ہوئے اس حقیقت کو پایا کہ یہ دہشت گردی پاکستان نے کروائی ہے۔ بات سکیورٹی ایجنسیوں اور وزارتِ داخلہ تک رہتی تو کہا جاسکتا تھا کہ بیچارے نوکری کی فکر میں اول فول بک گئے ہیں، حکومتی سربراہ وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ خود اس حتمی نتیجے پر پہنچ گئے اور انہوں نے اسی دن قوم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دہشت گردی کی جڑیں ملک سے باہر ہیں، ہمارے پڑوسیوں کو اپنی سرزمین دہشت گردوں کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ اور پاکستان کے وزیراعظم سے مطالبہ کر ڈالا کہ اپنے ڈی جی آئی ایس آئی کو بھارت بھیجو، ہم انکو آری کرنا چاہتے ہیں (ہمارے پیرزادہ وزیراعظم کے مثبت جواب کا معاملہ بھی اہلیت کے حوالہ سے ایک المیہ ہے جس کا پھر کبھی ذکر کیا جائے گا)۔ بھارت کے وزیر خارجہ پر ناب کھر جی کے بارے میں بہترین تبصرہ تو یہی ہے کہ بڑے بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق انہوں نے پاکستان کے نوخیز وزیر خارجہ کے ساتھ جو اس وقت بھارت کا دورہ کر رہے تھے، اکٹھے سفر کرنا تھا۔ سفارتی زبان میں وہ وزیر پر ڈوٹو کول تھے۔ انہوں نے ہمارے وزیر خارجہ کے ساتھ سفر کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے حکومت پاکستان کو ایسا خوفناک فون کیا، معلوم ہوتا تھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں ریسیور اور دوسرے میں ایٹم بم ہے۔ اور پاکستان کو بتایا کہ آپ کی تنظیم لشکر طیبہ نے جو بمبئی پر حملہ کیا ہے، اس کا ہم آپ کو اچھی طرح مزہ چکھائیں گے۔ چھوٹے سے بڑے تک سب بھارتیوں کا ردعمل اصلاً اسی سراغِ رسائی کا کمال تھا، جس کے نتیجے میں دورانِ آپریشن بغیر گرفتاری اور موقع کا معائنہ کیے بغیر (کیونکہ ابھی جائے واردات دہشت گردوں کے قبضہ میں تھی) ہندوستان کی انتہائی اہم اٹلیٹی جنس ایجنسیاں پاکستان کی طرف انگلی اٹھا چکی تھیں۔ یعنی ایمپائر نے فیصلہ دے دیا اور پاکستان کو ایل بی ڈبلیو قرار دے دیا گیا۔ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم حیرت زدہ ہیں اور یقین کیجئے کہ ہم بھارتی سراغ رساں ایجنسیوں کے معاملے میں کسی قسم کے حسد کا شکار نہیں ہوئے، لیکن ہم خود اپنے اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں کہ اتنی اہل اور اس فن میں کمال تک پہنچی ہوئی ان سراغ رساں ایجنسیوں نے اس کشتی کا سراغ کیوں نہ لگایا جو کراچی سے دو درجن افراد کو لے کر چلتی ہے، گجرات سے ہو کر ممبئی کے ساحل پر پہنچتی ہے، بڑے سکون سے گولہ بارود اور وہ اسلحہ جو وہ ہوٹلوں میں تین دن تک چلاتے ہیں، اسے ساحل پر اتارتے ہیں۔ پھر خراماں خراماں ممبئی شہر میں فائرنگ کرتے ہوئے داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر قبضہ جمانے کے لیے اُن دو فائیسٹار ہوٹلوں کا انتخاب کرتے ہیں، جہاں چیکنگ کے سخت ترین انتظامات ہوں گے۔ اگر کوئی صاحب خیر ہمیں بھارت کی سراغ رساں ایجنسیوں سے ان سوالات کا جواب دلا دیں تو ہمیں تسلیم کر لینے میں کیا اعتراض ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ دہشت گرد کون تھے؟ جنہوں نے خطے کے امن کو تہہ و بالا کرنے سے گریز نہیں کیا۔ البتہ یہ بات نوٹ کی جانی چاہیے کہ جو وقت اس کشتی کا ممبئی کے ساحل پر لگنے کا بتایا جاتا ہے، اس وقت بھارت بحری مشقوں میں مصروف تھا۔ گویا یہ وہ دن (باقی صفحہ 7 پر)

یورپ سے ایک خط

[بال جبویل]

ہم خوگر محسوس ہیں ساحل کے خریدار
تو بھی ہے اسی قافلہ شوق میں اقبال!
اک بحر پُر آشوب و پر اسرار ہے رومی!
جس قافلہ شوق کا سالار ہے رومی
اس عصر کو بھی اُس نے دیا ہے کوئی پیغام؟
کہتے ہیں چراغ رہ احرار ہے رومی

جواب

کہ نباید خورد و بُو ہچوں خراں
ہرکہ کاہ و بُو خورد قرباں شود
آہوا نہ در نختن چرار خواں
ہرکہ نورِ حق خورد قرآں شود

اقبال نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ بے شک رومی کی مثنوی جو اہرات کی کان ہے۔ میں آپ کے فائدے کے لیے دو شعر ذیل میں درج کرتا ہوں، جو عصر حاضر کے حق میں زندگی کا پیغام ثابت ہو سکتے ہیں:

کہ نباید خورد و بُو، ہچوں خراں
آہوا نہ در نختن چرار خواں
ہرکہ کاہ و بُو خورد قرباں شود
ہرکہ نورِ حق خورد قرآں شود

”کاہ و بُو“ سے مراد ہیں، وہ مادی علوم و فنون جو روحانیت کو فنا کر دیتے ہیں۔

خران کا مطلب ہے احمق، بے وقوف لوگ۔

نختن: چینی ترکستان میں ایک ضلع ہے، جہاں کے ہرنوں کی ناف سے بہترین قسم کا مٹھک لگتا ہے۔

ارغوان: ایک پودا ہے جس کے پھول بہت دلکش، سُرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔

خطا اور نختن کے علاقوں میں یہ پودا بکثرت اُگتا ہے۔ چونکہ اس کا رنگ بہت دلکش ہوتا ہے، اسی لیے سُرخ شراب کو شرابِ ارغوانی کہتے ہیں۔

مرشد رومی فرماتے ہیں کہ گدھوں کی طرح گھاس اور بُو مت کھاؤ، بلکہ نختن کے ہرنوں کی طرح گلِ ارغوان کھاؤ۔ یاد رکھو، جو شخص گھاس اور بُو کھاتا ہے، اُس کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ گائے اور بھیڑ بکریوں کی طرح قربانی کے کام آجائے، لیکن جو شخص نورِ حق کھاتا ہے، وہ قرآن بن جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی شخصیت کی قدر و قیمت تشکیل سیرت پر موقوف ہے، اور سیرت کی تشکیل صرف دینی علوم کی تحصیل سے ہو سکتی ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی پوری توجہ قرآن اور حدیث کا صحیح علم حاصل کرنے پر مبذول کرنی چاہیے۔

یہ مختصر نظم اسی انداز کی ہے جس طرح ”پیر و مرشد“ کے عنوان والی نظم ہے۔ ”پیر و مرشد“ میں ”مرید ہندی“ کے کردار میں خود اقبال ہیں جو بعض ایسے استفسارات پیش کرتے ہیں جن کے جوابات بڑے حکیمانہ اسلوب میں مولانا روم نے دیئے۔ زیر تشریح نظم کے تین اشعار تو خود علامہ اقبال کے ہیں، جن کا متن یورپ سے علامہ اقبال کے نام ایک خط سے ماخوذ ہے۔ ان اشعار میں مولانا روم کی حکمت و دانش کے حوالے سے بعض سوالات اٹھائے گئے ہیں جن کا جواب آخری دو اشعار میں موجود ہے۔ یہ دونوں اشعار مولانا روم کے ہیں۔

خوگر محسوس سے وہ قوم مراد ہے جس کا زاویہ نگاہ مادہ پرستانہ ہو۔

”ساحل کے خریدار“ سے وہ قوم مراد ہے جس کی رسائی صرف مادی علوم تک ہو۔

بحر پُر آشوب و بُو اسرار سے روحانی حقائق و معارف مراد ہیں، جن کے سمجھنے کے لیے بصیرت درکار ہے۔

قافلہ شوق سے اصحابِ معرفت یا روحانیت کے علم برداروں کی جماعت مراد ہے۔

”احرار“ سے وہ لوگ مراد ہیں جو علاقہ دنیاوی اور خواہشات نفسانی سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔

اہلِ یورپ نے اقبال کو ایک خط میں لکھا کہ ہم لوگ چونکہ مادہ پرستی کو شعائر زندگی بنا چکے ہیں، اس لیے ہماری رسائی صرف مادی علوم تک ہے۔ چونکہ رومی کا کلام روحانی حقائق و معارف سے لبریز ہے، اس لیے ہم اس سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ (اقبال) بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، جس کا پیشوا رومی ہے، اس لیے ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے موجودہ زمانے کے لوگوں کو بھی کوئی پیغام دیا ہے؟

یہ سوال ہم نے آپ سے اس لیے کیا ہے کہ ہم نے معتبر ذرائع سے یہ سنا ہے کہ رومی کا کلام (مثنوی معنوی) اُن لوگوں کے لیے چراغِ راہ کا حکم رکھتا ہے جو روحانیت کے دل دادہ ہیں۔

اسلام امن و سلامتی کا علمبردار ہے

دہشت گردی اور خودکش گروہوں کے گناہوں نے جرائم پر پردہ ڈالے اور اسلام کا نام گندے لپٹے کے لیے دہشت گردی کا سارا جھانڈا لگا دیا ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عارف سعید صاحب کے 14 نومبر 2008ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(سے) اُن کی ملت کی پیروی کرو۔“

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ کفار کی ہم پر جارحیت، ہمارے خلاف پروپیگنڈا، اور ہمیں ڈکٹیشن دینا یہ سب کچھ دراصل جرمِ ضعیفی کی سزا ہے۔ ہم اسلام کی شاہراہ سے ہٹ کر کمزور ہو چکے ہیں، اس لیے اُن کی ڈکٹیشن، اُن کے خیالات، اُن کی ہدایات کو ماننے پر مجبور ہیں۔ وہ دہشت گردی کو ہم مسلمانوں پر منطبق کرتے ہیں، تو ہمیں اسی کو ماننا پڑتا ہے۔ اور اُن کی سوچ سے ہم اختلاف کی جرأت ہی نہیں کر سکتے۔ یہ کس قدر افسوسناک صورتحال ہے۔ اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنا سراسر صلیبی و صیہونی تعصب اور بغض کا مظہر ہے۔ اسلام کا دہشت گردی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اُسے دہشت گردی سے جوڑنا ایسے ہی ہے جیسے دن کے بے عیب اجالے کو رات کی ظلمت و تاریکی قرار دیا جائے۔ اسلام تو امن و سلامتی کا حامل دین ہے، رحمت و رافت کا دین ہے۔ اسلام کا منہج ہی سلامتی ہے۔ ”اسلام“ کا لغوی مفہوم ہی سلامتی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام ہی مسلمان رکھا ہے۔ ہم امن و سلامتی کے نقیب ہیں۔ سورۃ الحج میں فرمایا:

﴿هُوَ اجْتَنِبْكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ اَبْرَهِيمَ طَهُوَ مِنْكُمْ الْمُسْلِمِينَ لَمِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا﴾ (آیت 78)

”اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لیے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا)۔ اس نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی۔“

حضرت ابراہیمؑ بھی مسلم تھے اور اسلام ہی کی تعلیم دینے آئے تھے اور اسلام کا مکمل اور کامل ایڈیشن وہ ہے جو نبی آخر الزمان ﷺ لے کر آئے ہیں۔ اس میں کوئی شک

اینٹ بجا دیں، عراق کی سالمیت کو تباہ کر دیں، لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا دیں۔ درحقیقت وہ لوگ جو خود دہشت گرد ہیں، اپنے گناہوں نے جرائم پر پردہ ڈالنے اور اسلام کا راستہ روکنے کے لیے دہشت گردی کا سارا نزلہ اسلام پر گرا رہے ہیں۔ اسلام کے حوالے سے یہود و نصاریٰ سے ہمیں کسی بھی خیر کی توقع ہرگز نہیں رکھنی چاہیے۔ یہ لوگ اسلام کی شمع کو بجھا دینا چاہتے ہیں۔ قرآن حکیم نے چودہ سو سال پہلے ہی یہ بات بتا دی تھی کہ ”یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا رکھے بغیر رہنے کا نہیں۔ اگرچہ کافروں کو بُرا

دہشت گردی تو یہ ہے کہ آپ جھوٹا الزام عائد کر کے دوسرے ملکوں پر چڑھائی کر دیں، افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں، عراق کی سالمیت کو تباہ کر دیں لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا دیں

ہی لگے۔“ (سورۃ التوبہ: 32) دہشت گردی کے حوالے سے یہود و نصاریٰ پوری دنیا میں جو کچھ بھی کر رہے ہیں، اُس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کا پھیلاؤ روک کر اپنے شیطانی نظام کی راہ ہموار کی جائے۔ اُن کا ایجنڈا اور منشا بالکل واضح ہے۔ وہ ہمیں اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے تعلق سے قرآن کا دو ٹوک فیصلہ ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرہ: 120)

”اور ہرگز ہرگز یہود و نصاریٰ تم سے راضی نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تم (دین و مذہب و ثقافت ہر اعتبار

[سورۃ آل عمران کی آیات 134, 133 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات احوال ہی میں بین الاقوامی سطح پر اقوام متحدہ کے زیر اہتمام بین المذاہب کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں ہمارے صدر آصف علی زرداری بھی شریک ہوئے۔ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ اس میں پیش پیش رہے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا بظاہر مقصد تو یہ ہے کہ مذاہب کے درمیان ایک ڈائیلاگ ہو، اور باہمی مکالمے اور گفت و شنید کے ذریعے رواداری اور امن و آشتی کے ساتھ رہنے کے کچھ اصول و ضوابط طے کئے جائیں۔ یہ بظاہر خوشنما مقصد ہے۔ لیکن کانفرنس کا اصل مقصد یہ نہیں، کچھ اور ہے۔ یہ کانفرنس جس پس منظر میں ہو رہی ہے، وہ یہ ہے کہ ”دہشت گردی“ کے خلاف پوری دنیا کو متحد کیا جائے۔ شاہ عبداللہ نے بھی اپنی تقریر میں اسی بات پر زور دیا ہے۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ دشمنوں نے دہشت گردی کو اسلام سے جوڑ دیا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے اپنوں کی نااہلی اور غیروں کی گھناؤنی سازش کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اسلام اور دہشت گردی مترادف شمار ہونے لگے ہیں۔ اس کانفرنس کے ذریعے سارا نزلہ اسلام پر گرایا گیا۔ دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ اسلام دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے اور دوسرے مذاہب کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے، لہذا اس وقت اسلام کو ٹھیک کرنے اور مسلمانوں کو دوسری اقوام کے ساتھ اپنے تعلقات کو صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر فی الواقع کانفرنس کے مقاصد نیک ہوتے تو اپنے درمیان تعصب اور صداقت کی بنیاد پر اسلام کو نشانیہ ستم بنانے کی بجائے، دہشت گردی کی تعریف معین کی جاتی، دنیا کو بتایا جاتا، دہشت گردی کس بلا کا نام ہے اور اصل دہشت گرد کون ہے؟ دہشت گردی تو یہ ہے کہ آپ جھوٹا الزام عائد کر کے دوسرے ملکوں پر چڑھائی کر دیں، افغانستان کی اینٹ سے

نہیں کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک وقت میں رحمۃ للعالمین کو بھی تلوار اٹھانا پڑی کہ بعض اوقات رحمت کا یہی تقاضا ہوتا ہے۔ کسی شخص کو کینسر ہو گئی ہو اور وہ پورے جسم میں پھیل رہی ہو تو ڈاکٹر ہاتھ کاٹ دیتے ہیں، تاکہ باقی جسم محفوظ رہے۔ ڈاکٹر کا یہ اقدام

اور بے رحمی کے تصورات وابستہ ہوتے ہیں۔ جو شخص انقلابی ہوتا ہے، وہ سنگ دل بھی ہوتا ہے۔ اس میں نرمی و مروت نہیں ہوتی۔ لیکن آپ وہ عظیم ترین انقلابی قائد ہیں جو اپنی ذات میں رحمت و رافت کا پیکر تھے۔ آپ اخلاق عالیہ کی اعلیٰ ترین منزل پر فائز تھے۔ رحمت آپ کی نمایاں شان تھی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

توی (اور پہلوان) وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو کرے

بظاہر تو دوسرے کو ہاتھ سے محروم کرنا ہے، لیکن حقیقت میں اس کی زندگی کا تحفظ ہے، اور اس کی خیر خواہی اور بھلائی کا تقاضا ہے جو ڈاکٹر نے پورا کیا ہے۔

اسلام کس قدر امن و سلامتی کا علمبردار ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے مسلمان کی تعریف ہی یہ فرمائی کہ

((المسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ))

”مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

بین الانسانی معاملات میں یہ کس قدر حکیمانہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ اسلام محض پوجا پاٹ کا نام نہیں مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ پوری زندگی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم پر استوار کرنا چاہتا ہے۔ اسلام نے جتنا زور حقوق العباد پر دیا ہے کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ اس کے اہم ترین نکات میں سے ایک دوسروں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اس کا منشاء یہ ہے کہ دوسرے لوگ آپ کی ایذا سے محفوظ رہیں۔ آپ کی زبان اور ہاتھ سے انہیں تکلیف نہ پہنچے۔ زبان اور ہاتھ، یہی دو ذریعے ہیں جن سے انسان بالعموم دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے، اور انہی کے غلط استعمال سے معاملات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اور محبت کی بجائے نفرت اور بغض و عداوت جنم لیتی ہے۔ اس لیے واضح فرما دیا کہ اصل مسلمان وہ ہے جو ان دونوں پر قابو پائے اور انہیں ایذا رسانی کا ذریعہ بننے سے بچائے۔

اسلام کے دین رحمت ہونے کا ایک بہت بڑا مظہر آپ کی رحمت للعالمین ہے، آپ کی رحمت و رافت اور اخلاق کریمانہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ دنیا کے سب سے بڑے انقلابی رہنما بھی ہیں۔ آپ نے جتنا کامل انقلاب برپا کیا، کسی اور نے نہیں کیا۔ یہ بات اسلام دشمنوں نے بھی مانی ہے۔ عام طور پر انقلابیت کے ساتھ سخت گیری، ورستی

خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ کفار و منافقین کے ساتھ سختی کیجئے کہ یہ آپ کی رحمت و شفقت کے مستحق نہیں۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ
وَاعْلِظْ عَلَيْهِمْ﴾ (التوبہ: 73)

”اے پیغمبر ﷺ! کافروں اور منافقوں سے لڑو، اور ان پر سختی کرو۔“

سورہ آل عمران کی آیت 133 میں لوگوں کو مغفرت چاہنے اور حصول جنت کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ اور آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا، اور جنت کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ متیقن کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ لَا أُعَدَّتْ
لِلْمُتَّقِينَ﴾

”اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ اور جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

آگے متیقن کی تعریف کی گئی ہے، کہ وہ کن صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سماج کے لیے کس قدر مفید اور اعلیٰ کردار کے حامل افراد تیار کرنا چاہتا ہے۔ یہ افراد دوسروں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا رویہ نہیں اپناتے، بلکہ انسانی ہمدردی کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں، اور غم و درد گزران کا شعار ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ﴾

”جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔“

متیقن کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خرچ کرنا ایک تو اللہ کے دین کے غلبے کے لیے ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جس چیز کی شدت کے ساتھ تلقین کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے مخلوق خدا کی بھلائی میں مال خرچ کیا جائے، خدمت خلق کے کاموں میں مال لگایا جائے، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کی جائیں۔ اگر اللہ نے آپ کو وسعت اور کشائش عطا کی ہے، اور آپ کے پڑوس کے بچے رات کو بھوکے سوتے ہیں تو روز قیامت آپ کا گریبان پکڑا جائے گا کہ تم نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ سماجی زندگی میں پڑوسی تو سب سے بڑھ کر

26 نومبر 2008ء

پریس ویلیز

فیڈرل بورڈ کی طرف سے سپریم کورٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چیف جسٹس کی صاحبزادی کے نمبروں میں اضافہ کی خبر انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے

حافظ عارف سعید

فیڈرل بورڈ کی طرف سے سپریم کورٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چیف جسٹس کی صاحبزادی کے نمبروں میں اضافہ کی خبر انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عارف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ایک شخص کا دوسرے طلبہ کا حق چھیننا انتہائی قابل مذمت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس خبر کی مکمل تحقیقات کی جائیں اور اگر یہ درست ثابت ہو تو اس معاملہ کو جوڈیشل کونسل کو ریفر کر کے چیف جسٹس کو اس عہدہ سے برطرف کیا جائے اور تحقیقات مکمل ہونے تک چیف جسٹس اپنے منصبی فرائض ادا نہ کریں۔ انہوں نے انصار عباسی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میڈیا نے اس حوالہ سے بڑا مثبت رول ادا کیا ہے۔ اگر صحافتی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا کی جائیں تو پاکستان سے کرپشن کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

آدی کے حسن سلوک کا حقدار ہے۔ اسی لیے تو آپ نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تائید کی کہ مجھے یہ خیال گزرا، شاید اللہ تعالیٰ وراثت میں بھی اس کا حصہ مقرر فرمادے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے، آپ نے قسم کھا کر اُس شخص کے ایمان کی نفی فرما دی جس کی ایذا رسائیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

آگے فرمایا:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظِ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

”اور وہ غصہ کو پنی جانے والے، اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

متقین کی بنیادی صفات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے غصے پر قابو پاتے ہیں اور اگر کوئی غلطی کرے یا ان پر زیادتی کا مرتکب ہو، تو اسے معاف کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم ان صفات کو اپنائیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ایک آدی ہمیں ایذا پہنچائے تو ہم بھی بازو چڑھا کر میدان میں آجائیں اور اُس پر ظلم زیادتی کر کے اپنی آتش غضب کو بجھائیں۔ نہیں بلکہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ غصے پر کنٹرول ہو اور دوسروں کی خطاؤں کو معاف کر دیا جائے۔ ہمارے دین نے ہمیں جو سکھایا ہے، اس کے مطابق طاقتور آدی وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو پالے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تقویٰ (اور پہلوان) وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو کرے۔ غور کیجئے سماجی زندگی میں امن و سلامتی رحمت و رأفت اور حسن اخلاق کا اس سے بڑا درس اور کیا ہو سکتا ہے جو یہاں دیا گیا ہے۔ متقین کی تعریف میں تحمل و برداشت، عفو و درگزر اور غصے پر قابو پانے کو شامل کیا گیا۔ یہ اعلیٰ اخلاقی اوصاف ہیں اور حسن اخلاق کے بڑے مظاہر ہیں۔ اسلام نے حسن اخلاق کو بڑا اونچا مقام دیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدی اپنے حسن اخلاق کی بدولت وہ مقام حاصل کر سکتا ہے جو الصائم القائم (ہمیشہ روزہ رکھنے والا) کا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ اگرچہ امن و سلامتی، اخلاقی اقدار اور حسن اخلاق کی تعلیم یہودیت اور عیسائیت میں بھی دی گئی، یہ ان کا بھی بنیادی درس تھا، لیکن انہوں نے ان تعلیمات کو بھلا دیا۔ اپنی کتابوں میں تحریف کر ڈالی۔ امن و سلامتی، عدل و انصاف اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا کامل ایڈیشن اب صرف اور صرف اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کو جو ہدایت عطا فرمائی تھی، انہوں نے اس ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔ اس بنا پر یہود اللہ کے غیض و غضب کا شکار ہوئے اور ان پر ذلت و مسکنت تھوپ دی گئی۔ نصاریٰ بدترین گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ سورۃ الفاتحہ میں ہم جہاں اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم پر چلانے کی التجا کرتے ہیں وہاں یہ دعا بھی مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ پر نہ چلانا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان

لوگوں کے راستے پر چلانا جو گمراہ ہوئے۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ کے غضب میں گھرنے والے یہود ہیں اور جو گمراہ ہوئے ان سے مراد نصاریٰ ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور ان تعلیمات پر مبنی نظام زندگی کو غالب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

بیتہ: ادارہ

تھے جب سیوریٹی اتنی سخت ہوتی ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں اس سانحہ سے بھارت کے سیوریٹی لاپس سامنے آئے ہیں، وہاں یہ بات بھی واضح ہوئی ہے کہ بھارت کا میڈیا اور انہیں بریف کرنے والی وزارت خارجہ کو کہانی گھڑنے اور ثبوت manufacture کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ نقل برطابق اصل ممکن نہ ہو تو کم از کم ایسی بات تو ہونی چاہیے کہ سنوری بالکل مذاق نہ بن جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امیر تنظیم اسلامی نے ایک پریس کانفرنس میں حالات کا جو تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے، وہ حقیقت کے بہت قریب ہے۔ بھارت کے میڈیا اور سرکار کو سمجھنا چاہیے کہ آج کا انسان اندھا بہرہ نہیں ہے۔ وہ دیکھنے اور سننے کے بعد حقیقت تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ہمارے لیے باعث تشویش سانحہ ممبئی کے رد عمل میں ہونے والے کراچی کے ہنگامے ہیں، جس میں اب تک کئی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور بہت سے شہری زخمی ہوئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ متحدہ کے قائد الطاف بھائی کی امن کے لیے بار بار کی گئی اپیلیں بھی رائیگاں گئیں۔ سندھ کے شہروں میں ایم کیو ایم اور دیہی علاقوں میں پیپلز پارٹی کو عوامی مینڈیٹ حاصل ہے اور ان دونوں جماعتوں کی مشترکہ حکومت ہے۔ وہ عوام کو پر امن رکھنے میں کیوں کامیاب نہیں ہو سکے۔ عوام نے ان کی ایپلوں کو درخور اعتنا کیوں نہیں سمجھا۔ ہماری رائے میں یہ ان دو جماعتوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ آخر میں ہم ان قبائلیوں اور طالبان کی تنظیم کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے ہر روز کی بمباری اور میزائل حملوں کے باوجود حکومت پاکستان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو وہ تمام تر اختلافات کو فراموش کر کے افواج پاکستان کے شانہ بشانہ بھارت کو منہ توڑ جواب دیں گے۔ حکومت پاکستان اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دہشت گردی کی جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اپنے قبائلی بھائیوں سے مذاکرات کر کے غلط فہمیاں دور کرے۔ اور تمام مذہبی و سیاسی قائدین سر جوڑ کر بیٹھیں کہ کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے کہ پاکستان ایسا مضبوط و مستحکم ملک بن جائے کہ کوئی بھی دشمن خواہ بھارت ہو یا اسرائیل ہماری طرف انگلی اٹھانے سے پہلے سو بار سوچے۔

نوٹ: بمبئی حملوں کے حوالہ سے تنظیم کا نقطہ نظر سمجھنے کے لئے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ امیر تنظیم کی پریس کانفرنس (صفحہ 9 پر) کا بغور مطالعہ کریں۔

قارئین نوٹ فرمائیں کہ

عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث پریس اور دفاتر بند رہیں گے لہذا اندائے خلافت کا آئندہ شمارہ شائع نہ ہوگا (ادارہ)

ادارہ ”ندائے خلافت“ کی جانب سے قارئین ”ندائے خلافت“ کو

عید مبارک

کچھ خیران کن باتیں احسان مندوں کے بارے میں

محمد سیح

ہے۔ اور اپنے پرویز مشرف ہی کو دیکھ لیں کہ جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سیاہ و سفید کے مالک رہے، ان کا جو حال ہے، اسے آپ اس شعر کے آئینے میں سمجھ سکتے ہیں۔

اسی خاطر تو قتل عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہو کر

پرویز مشرف نے امریکہ کے اس احسان کا صلہ نہ صرف قتل عاشقاں سے دیا بلکہ بردہ فروشی کی سطح تک جانچنے۔ افغانستان کے ہگرام کے اڈے پر اور گوانتانامو بے کیمپ میں جو قید و بند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہیں وہ تو اس بردہ فروشی کا نتیجہ ہیں ہی، ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی قوم کی معصوم بیٹی کو اس کے معنوی باپ نے (جی ہاں سربراہ مملکت اپنے لوگوں کا معنوی باپ ہی ہوتا ہے) بے بسی ہی نہیں بلکہ بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کے حوالے کیا، یہ بھی اس کے نزدیک اس امر کی احسان کے بدلے کی ہی ایک صورت تھی۔ گزشتہ آٹھ سال کے عرصے میں وطن عزیز میں جو کچھ ہوا، وہ اسی احسان مندی کے مظاہر ہی تو ہیں، خواہ وہ لال مسجد کے غازی عبدالرشید سمیت معصوم طلبہ و طالبات کی شہادت کی شکل میں ہو، چاہے ڈالروں کے عوض اپنے شہریوں کو امریکہ کے حوالے کرنے کا معاملہ ہو، چاہے قبائلی علاقوں اور سوات سمیت بلوچستان کے عوام کے خلاف فوجی آپریشن ہو اور چاہے ان سب کے نتیجے میں وطن عزیز کی خود مختاری اور سالمیت کا پوری دنیا کے سامنے ایک سوال بن جانا ہو۔

قوم ان کے اتنے سنگین جرائم سے کس طرح صرف نظر کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بیان دیا کہ ہم نے پرویز مشرف کو معاف کر دیا ہے تو عوام کی جانب سے یہ سوال اٹھا کہ انہیں وزارت عظمیٰ کی کرسی پر کیا اسی لئے بٹھایا گیا تھا۔ لیکن وہ بیچارے بھی کیا کریں۔ آج اگر وہ وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہیں تو یہ بھی امریکہ کا ہی احسان ہے۔ امریکہ نے پرویز مشرف کے ذریعے ان کی پارٹی کی چیئر پرسن اور ان کے شوہر نامدار کے لئے این آر او جاری

یہ ایوب خان کے فیڈل مارشلی دور حکومت کی بات ہے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان میں عبدالکرم خان کو گورنر مقرر کر رکھا تھا۔ ان کا تعلق میمن سنگھ سے تھا۔ پیشے کے اعتبار سے وہ ایک وکیل تھے۔ ایوب خان کے بڑے احسان مند ہوا کرتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں تو ایک تھرڈ کلاس وکیل تھا۔ ایوب خان نے مجھے گورنر بنا دیا۔ ان کے بارے میں لوگوں میں ایک لطیفہ مشہور تھا کہ جب کبھی اسلام آباد سے فون آتا ہے اور انہیں ایوب خان کی آواز سنائی دیتی ہے تو وہ فوراً لیس سر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گورنر ہونے کی بناء پر وہ ڈھا کہ یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہوا کرتے تھے۔ ایک موقع پر انہیں طلبہ میں اسناد تقسیم کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ جب طلبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس تقریب کا بائیکاٹ کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم ایک جاہل آدمی کے ہاتھوں سے سند نہیں لینا چاہتے۔ ڈھا کہ میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے اس واقعے کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ میں ان طلبہ سے کہتا ہوں کہ بھائی میں تو تمہیں حاجی کہنے کے لئے تیار ہوں، تم مجھے حاجی کہنا نہیں چاہتے تو نہ کہو، کم از کم پاجی تو نہ کہو۔

ہم خود پر کسی کے احسان کا مشکل سے اعتراف کرتے ہیں لیکن جو حضرات احسان مندی کا جذبہ رکھتے ہیں اور اگر کسی کے ممنون احسان ہوتے ہیں تو اپنے محسنوں کے لئے سب کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ امریکہ نے پرویز مشرف پر احسان کیا کہ انہیں کیمپ ڈیوڈ میں مدعو کر لیا۔ کسی سربراہ حکومت کے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے۔ اور مسلمان حکمران تو اسے اپنے لئے بہت ہی بڑے اعزاز کی بات سمجھتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ کتنے مسلمان قائدین کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ مصر کے صدر انور سادات کو، فلسطین کے رہنمایا سر عرفات کو یا پھر پرویز مشرف کو۔ لیکن ان سب کا انجام دیکھ لیں۔ انور سادات قتل کر دیئے گئے، یاسر عرفات کا آخری دور کس کیفیت میں گزرا، یہ ہم سب کو معلوم

کر دیا تھا۔ ان کی چیئر پرسن کے دامن پر تو این آر او کا دھبہ نہ لگ سکا کہ یہ مشیت ایزدی ہی میں نہ تھا، البتہ ان کے شوہر نامدار نہ صرف این آر او سے مستفید ہوئے بلکہ اس مقام پر فائز ہو گئے، جہاں اس سے قبل پرویز مشرف فائز تھے۔ پرویز مشرف کے خلاف عوامی نفرت کی لہر ان کے اقتدار کے ساتویں سال سے شروع ہوئی، لیکن موجودہ صدر کے خلاف عوام نے سات ماہ بھی صبر سے کام نہ لیا۔ ابتدا یہ ہے تو اس سے انہما کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بہر حال یہ احسان مندی کا جذبہ ہی تھا کہ پرویز مشرف کے لئے وطن سے نکلنے کی راہ ہموار کر دی گئی۔ شنید ہے کہ وہ لکچرزدینے برطانیہ گئے ہیں۔ رع ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ برطانیہ کے آگے امریکہ ہے۔ امریکہ کے پرویز مشرف آج بھی احسان مند ہیں کہ جس کے الوداع ہوتے ہوئے صدر نے بظاہر انہیں مکافات عمل سے بچالیا ہے۔ لیکن مکافات عمل تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے طے ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت کسی کو مکافات عمل سے نہیں بچا سکتی۔

غور کی بات یہ ہے کہ ان سارے انتظامات کو جو امریکہ، پرویز مشرف اور آصف علی زرداری کے درمیان طے پائے ہیں مفاہمت کا نام دیا جا رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ مفاہمت کیا پاکستان کے حق میں ہے، اس کے عوام کے حق میں ہے۔ نہیں! بلکہ یہ صرف صاحبان اقتدار کے حق میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ایک شہری کے قاتل کو پھانسی دے دی جاتی ہے کیونکہ ملکی قانون کا تقاضا ہے لیکن ہزاروں افراد کے قاتلوں اور ملک و ملت کی آبرو کو خاک میں ملانے والوں کو محفوظ راستہ دے دیا جاتا ہے، کیونکہ ملکی قانون کا ان پر بس نہیں چلتا۔ یاد کریں نبی اکرم ﷺ کا وہ ارشاد گرامی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر عذاب اس لئے آیا کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اگر کوئی عام آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر قاطمہ بنت محمد ﷺ سے بھی چوری کا جرم سرزد ہوتا تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیئے جاتے۔ اس ارشاد میں نبی اکرم ﷺ کی جانب سے ہمارے لئے وعید بھی ہے اور اسوہ بھی۔ لیکن افسوس کہ ہم آپ کے اسوہ کو چھوڑ کر وعید کے مستحق بن چکے ہیں۔ ایسے میں ہم پاکستانیوں کو جن حالات کا سامنا ہے، اگر ان سے بدتر حالات بھی پیش آئیں تو کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس عذاب کے سائے سے جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے، بچ سکیں۔

امیر تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس

بتاریخ یکم دسمبر 2008ء

عنوان: پاکستان کی سرحدی حدود میں امریکی مداخلت اور ملکی سالمیت کو درپیش خطرات

ایجنڈے کی تکمیل کا سامان کر رہے ہیں جس کے تحت پاکستان کو مزید حصے بخرے کرنا ان کے بنیادی اہداف میں ہے اور اب انہیں اپنی کامیابی کا اتنا یقین ہے کہ وہ ایسے نقشے بھی بلا جھجک شائع کر رہے ہیں جس میں پاکستان کا جسد پارہ پارہ نظر آتا ہے۔ لہذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ (1) پاکستان فوری طور پر نام نہاد دہشت گردی کی جنگ سے علیحدگی کا اعلان کرے۔ (2) امریکی میزائل حملوں کے مقابلے میں مضبوط اور باہمت موقف اور طرز عمل اختیار کرے۔ (3) نیو افواج کی ترسیل براستہ پاکستان بند کی جائے۔ (4) حالیہ اقدام سے قبائلی بھائیوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ان کی تلافی کی جائے۔ اور قائد اعظم کے قبائلیوں سے وعدہ کے مطابق وہاں سے فوج کشی ختم کر کے افواج پاکستان کو واپس بلایا جائے۔ اور متحارب قبائلیوں سے مثبت مذاکرات کر کے معاملے کو سلجھایا جائے۔

ہم اس امر پر تشویش کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد کے باوجود سوات اور باجوڑ میں فوج کشی کا سلسلہ ختم نہ کرنا نہ صرف یہ کہ موجودہ جمہوری سیٹ اپ کی کھلی توہین ہے بلکہ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ملک میں بدستور مشرف کی پالیسیوں کی حکمرانی ہے اور ہماری حکومت آج بھی پورے طور پر امریکہ کی غلام ہے۔

اب آئیے چند روز پہلے بھارت میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ کی طرف جس نے ایک نئی ہنگامی صورت حال کو جنم دیا ہے۔ یہ واقعہ بھارتی ذرائع کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ بحری راستے سے دو کشتیوں پر 20، 25 کے قریب دہشت گرد ممبئی میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ تین چار گروپس میں شہر میں پھیل گئے انہوں نے ریلوے اسٹیشن پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ ایک ریستورنٹ اور ایک اسپتال پر فائرنگ کی۔ بعد ازاں دو فائیو سٹار ہوٹل تاج اور اوبرائے پر مسافروں کو پریشال بنالیا جس کے نتیجے میں غیر ملکیوں سمیت 200 افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہو گئے۔ یہ دہشت گرد دو دن ہوٹلوں میں محصور ہو کر فائرنگ کرتے رہے۔ پولیس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ مزاحمت ختم ہونے پر ہوٹلوں سے بھاری اسلحہ برآمد ہوا ہے۔ آپ اس کہانی کے تمام پہلوؤں پر غور کریں کیا آج کے دور میں ممکن ہے کہ دو درجن افراد سمندر کے راستے دنیا کے ایک بڑے شہر میں بغیر کسی مزاحمت کے داخل ہو جائیں اور ڈیڑھ کروڑ آبادی کے شہر میں آزادانہ فائرنگ کرتے پھریں۔ یہ لوگ ہوٹلوں میں اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ جمع کر لینے میں کیسے کامیاب ہو گئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سمجھوتہ ایکسپریس

میں تنظیم اسلامی کی جانب سے آپ سب حضرات کا تہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہماری دعوت پر ملکی خود مختاری اور سلامتی کے حوالے سے ہمارے خیالات و احساسات کو جاننے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ چند روز پہلے جب یہ پریس کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس وقت تک ممبئی دھماکوں کا واقعہ اور اس کے نتیجے میں پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے پیدا ہونے والی تشویشناک اور ہنگامی صورت حال سے سابقہ پیش نہیں آیا تھا۔ اسی لیے پریس کانفرنس کے عنوان میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم اب موجودہ پاک بھارت صورت حال پر بھی ان شاء اللہ گفتگو ہوگی۔

ملکی سالمیت و بقا کے حوالے سے ہمارے نزدیک اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ اپنے ناپاک ایجنڈے کی تکمیل کی خاطر پاکستان کی فضائی اور زمینی حدود کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا تھا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ امریکی میزائل حملوں کے نتیجے میں انسانی جانوں کا مسلسل ضیاع ہو رہا ہے بے گناہ عورتیں بوڑھے اور معصوم بچے خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ لوگوں کی املاک تباہ ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف خود ہماری حکومت امریکہ سے خوفزدہ اور مرعوب ہو کر اپنے ہی مسلمان شہریوں اور قبائلی علاقوں پر وحشیانہ تشدد کر رہی ہے۔ گن شب ہیلی کاپٹر اور مسلسل بمباری کے ذریعے گاؤں کے گاؤں ملیا میٹ کیے جا رہے ہیں۔ شہر پند عناصر کی سرکوبی کی اس مہم میں روزانہ بے شمار بے گناہ جانوں کا ہمارے ہی ہاتھوں قتل عام ہو رہا ہے۔ صرف باجوڑ کے تین لاکھ سے زائد افراد وحشیانہ بمباری سے محفوظ رہنے کے لیے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور کیمپوں میں زندگی برقرار رکھنے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ انسان چاہے کتنا ہی غریب اور نادار کیوں نہ ہو اس وقت تک اپنا گھر بار نہیں چھوڑتا جب تک اس کی جان کو خطرہ نہ ہو۔ ہمارے نزدیک یہ صورت حال انتہائی شرمناک ہے اور ریاستی جبر اور ظلم و تشدد کا بدترین مظاہرہ ہے کہ ہم طاقت کے خوف اور ڈاروں کی لالچ میں اپنے محبت وطن اور محبت اسلام بے گناہ مسلمان بھائیوں کا خون بہائیں۔ اس طرز عمل کے خوفناک نتائج و عواقب سے گویا ہم نے دانستہ آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ حکومت کی اس حالیہ پالیسی کے نتیجے میں نہ صرف فوج اور عوام کے درمیان نفرت کی خلیج حائل ہو چکی ہے بلکہ لشکروں کو تکمیل دے کر ہم نے قبائلی عوام میں باہم منافرت اور دشمنی کے ایسے بیج بودیے ہیں جو نسل در نسل قتل و غارت گری کو جنم دیں گے۔ اور یوں ہم نادانستہ طور پر یہود و نصاریٰ کے اس

میں آگ لگی تھی اور درجنوں افراد جھلس کر ہلاک ہو گئے تھے اس حادثے کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرایا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے رد عمل میں گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کو ذبح کر دیا گیا۔ بعد ازاں ہمیت کر کے نامی ایک شخص کو جو بھارت میں anti terrorist کمیٹی کا سربراہ ہے انکو آری کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا گزشتہ چند ماہ پہلے کمیٹی نے یہ رپورٹ پیش کی کہ پاکستان یا وہاں کی کوئی جماعت اس حادثہ میں قطعی طور پر ملوث نہیں تھی بلکہ انڈین آرمی اس میں ملوث تھی۔ سری کانت پروہت نامی ایک serving کرنل اس دہشت گردی کا سربراہ تھا۔ کمیٹی کی رپورٹ کے طشت از بام ہونے پر حکومت کو مجبوراً کرنل کو گرفتار کرنا پڑا۔ آپ اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ ان ہنگاموں میں اس کمیٹی کے سربراہ یعنی کر کے صاحب کو اور ان کے نائب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ شخص ہندو انتہا پسندی پر ایک کتاب لکھ رہا تھا۔

ہمارے نزدیک 1971ء میں جب پاکستان کو دو لخت کیا گیا تھا اس وقت بھی کنگا جہاز اغوا کرنے کا ڈرامہ رچایا گیا تھا اور اسی بہانہ سے مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان فضائی رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا پھر مکتی باہنی کی مدد کی آڑ میں بھارت کی فوج مشرقی پاکستان میں داخل ہو گئی۔ لہذا قومی امکان ہے کہ ممبئی میں ہونے والا سانحہ خود بھارت نے رچایا ہو۔ تاکہ اس وقت پاکستانی فوج جو سابق صدر مشرف کی عاقبت نااندیشی کی وجہ سے اپنی شمال مغربی سرحد پر اپنے ہی شہریوں سے الجھی ہوئی ہے اس موقع کو فہیمت جان کر پاکستان کی سالمیت پر کاری ضرب لگائی جاسکے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ یہ کارروائی بھارت کے مسلمان شہریوں نے کی ہو کیونکہ بھارت نے وہاں مسلمانوں پر قافیہ حیات شدید طور پر تنگ کیا ہوا ہے۔ بھارت کی حکومت نے چند سال پہلے ایک کمیشن قائم کیا تھا تاکہ وہ بھارت میں اقلیتوں کی صورت حال کے بارے میں رپورٹ پیش کرے پھر نامی ایک ہندو کو اس کا سربراہ بنایا گیا۔ 2006ء میں پھر رپورٹ پیش ہوئی اس میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی ایسی تصویر کشی کی گئی کہ پڑھ کر انسان کانپ جاتا ہے۔

مختصر عرض ہے کہ 400 صفحات پر مشتمل اس رپورٹ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت ہندوؤں کی کمترین ذات دولت یعنی شودروں سے بھی بدتر ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر ڈاکرنا ٹیک نے اپنے ایک live پروگرام میں بتایا کہ ممبئی میں جو مسلمان آئی ٹی کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں حتیٰ کہ اسے جھوٹے مقدمے میں ملوث کر لیا جاتا۔ ان حالات میں کسی مسلمان گروپ کی طرف سے تنگ آمد جنگ آمد کے مصداق جان کی بازی لگائی ہو تو کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ بہر حال یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ پاکستان معاشی، سیاسی اور داخلی امن و امان کے حوالہ سے جن حالات سے گزر رہا ہے۔ آئی ایس آئی یا پاکستان کی کوئی نئی تنظیم ایسی کسی کارروائی کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ لیکن ہندوستان کی موجودہ حکومت ہماری کمزوری اور نااہلی کا فائدہ اٹھا کر اپنے دیرینہ عزائم یعنی پاکستان کے وجود کو مٹانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ سیدھی سی بات ہے ”جہ جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!“

یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ ہماری حکومت مسلسل اپنی نااہلی اور نا عاقبت اندیشی سے معاملات کو انتہائی غلط طریقے سے ہینڈل کر رہی ہے۔ صدر صاحب نے ایک موقع پر یہ کہہ کر کہ وحدے قرآن وحدیث نہیں ہوتے، خود ہی اپنا اعتماد ختم کر لیا ہے ایسی باتوں سے ملکی ہی نہیں بین الاقوامی سطح پر بھی ان کا امیج تباہ ہو گیا ہے۔ چند

روز پہلے ایک ویڈیو کانفرنس میں یہ موقف اختیار کرنا کہ ہم پہلے ایٹمی اسلحہ استعمال نہ کرنے کا معاہدہ کرنے کو تیار ہیں نہایت تشویشناک معاملہ ہے، حالانکہ شروع سے پاکستان کا موقف یہ ہے کہ جنوبی ایشیا کو ایٹمی اسلحہ سے پاک علاقہ قرار دیا جائے تاکہ خطے کو ایٹمی جنگ سے محفوظ کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں صدر صاحب نے اپنی گفتگو سے ایسا تاثر قائم کیا جسے بھارت کی اکھنڈ بھارت کی خواہش کی طرف پیش رفت یارحمان کہا جاسکتا ہے۔ نااہلی کے حوالہ سے وزیراعظم صاحب ان سے بھی دو ہاتھ آگے نظر آتے ہیں۔ وہ ٹیلی فون پر ہی بھارت کے وزیراعظم سے آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل کو بھارت تقویت کرانے کے لیے بھیجنے کے لیے تیار ہو گئے۔ بعد ازاں فوج اور عوامی رد عمل کی وجہ سے یہ فیصلہ واپس لینا پڑا جس سے جگ ہنسائی ہوئی۔ بھارت کا یہ الزام کہ ممبئی پر بحری راستہ سے حملہ یہ نشانہ ہی کرتا ہے کہ وہ کوئی جوانی کارروائی کراچی میں کرے گا۔

جہاں تک کراچی کے حالیہ ہنگاموں کا تعلق ہے ہمیں اس معاملے پر شدید تشویش بھی ہے اور حیرانی بھی کہ ان واقعات کا ممبئی کے واقعات کے ساتھ کیا تعلق ہے، نیز یہ کہ ایم کیو ایم اور اے این پی دونوں حکومت کی حلیف جماعتیں ہیں تو پھر کراچی میں مہاجروں اور پٹھانوں کے یہ ہنگامے کیوں ہیں؟ ہنگاموں کی اس آگ فوری سرد کرنا حکومت سندھ کی اذیتوں ذمہ داری ہے۔ ورنہ ملکی سالمیت کو داخلی طور پر شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ ہمارے نزدیک کراچی کے واقعات کے ڈانڈے بھی اسی امر کی ایجنڈے سے ملتے ہیں کہ پاکستان کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے یہاں اپنی مرضی کی بندر بانٹ کی جائے۔

سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمارے نزدیک حکومت پاکستان کو دو سطحوں پر اقدام کرنے چاہئیں۔ ایک فوری اور ہنگامی اور دوسرے مستقل اور دیرپا۔ فوری حل کے طور پر:

- (1) سوات اور باجوڑ میں فوج کشی فوری ختم کی جائے اور قبائلی علاقوں سے فوج واپس بلائی جائے۔ (یہ بات اب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ہمارے قبائلی بھائی سب محبت وطن ہیں۔ بھارت کی طرف سے پاکستان کو دھمکی ملنے ران سب کے بیانات نہایت خوش آئند ہیں کہ نہ صرف ہم حکومت کے خلاف جنگ بند کر دیں گے بلکہ مغربی سرحد کی بھرپور حفاظت کریں گے اور پاکستان کے دشمنوں سے ہم نمٹ لیں گے)۔ (2) حکومت اپنے تئیں فیصلے کرنے کی بجائے تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی کانفرنس بلا کر ایک قومی متحدہ موقف قائم کرے اور وزیراعظم پاکستان بر ملا میڈیا پر اس موقف کا اعلان کریں۔ (3) بلوچستان میں اور ملک کے باقی حصوں میں دہشت گرد کارروائیوں میں ”را“ کے ملوث ہونے کے ثبوت میڈیا پر پیش کیے جائیں۔ (4) خوف اور مسلسل پسپائی کی پالیسی کو جو اصلاً مشرف نے بنائی تھی اور موجودہ حکومت اسے برقرار رکھے ہوئے ہے ختم کرتے ہوئے جرأت مندانہ پالیسی بنائی جائے۔ ہم بھارت کے ساتھ امن و امان سے رہنے کے قائل ہیں لیکن یہ ہماری کمزوری نہیں بننی چاہیے۔ (5) ملکی وقومی مسائل کے حوالے سے عوام کو اعتماد میں لیا جائے اور اسے اندھیرے میں رکھنے کی پالیسی ختم کی جائے۔ (6) موجودہ صورت حال میں ہمیں معاشی سطح پر خصوصی اقدام کرنے پڑیں گے لہذا حکومت اپنے اللے تلے اور خواہ مخواہ کے غیر ملکی دورے ترک کرے۔ (7) سیاست دان اور صنعت کار وغیرہ اپنے بیرونی اثاثے پاکستان واپس لائیں تاکہ ہم دوسروں کے محتاج نہ رہیں۔

یہ بہترین موقع ہے کہ ہم اپنے قبائلی علاقوں نے فوج کو بندرتج واپس لائیں

✽ قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
 ✽ قرآن و سنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
 ✽ عید الاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
 ✽ حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط و تعلق ہے؟
 ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے

عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

(دور)

حج اور عید الاضحیٰ اور ان کی اصل روح
 قرآن حکیم کے آئینے میں

ڈاکٹر اسرار احمد

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 25 روپے، اشاعت عام: 15 روپے
 (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور فون 03-5869501-36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور

تکبیر تشریح

ارشاد فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ: ”نہ کوئی دن اللہ کے نزدیک اس عشرہ ذوالحجہ سے افضل ہے اور نہ کسی دن میں عمل کرنا ان میں عمل کرنے سے افضل ہے۔ پس تم ان میں خصوصیت سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کی کثرت رکھو، کیونکہ یہ دن تکبیر اور تہلیل کے ہیں۔“ (منشور عن الیوم)

نو ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے بعد بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر کہنا ضروری ہے۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
 أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

اور امریکہ کی مسلط کردہ اس جنگ سے نکلنے کے لیے پہلے قدم کے طور پر باجوڑ سوات اور قبائلی علاقوں میں فوج کشی ختم کر کے ان سے مذاکرات کا آغاز کریں۔ قبائلیوں کی عظیم اکثریت محبت وطن اور محبت اسلام ہے۔ لیکن وہ ہماری امریکہ حمایت پالیسی (Pro America Policy) اور امریکہ کے جبر کے تحت قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائی کے سخت خلاف ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دیرپا پائیدار اور یقینی حل کے طور پر اور یہ ہمارے نزدیک بہت اہم ہے کہ:

امریکہ، بھارت، اسرائیل اور دیگر عالمی طاقتوں کے مقابلے میں کہ جو پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے پر کمر بستہ ہیں کائنات کی عظیم ترین قوت کی نصرت و حمایت حاصل کرنے کی خاطر:

(i) انفرادی اور اجتماعی توبہ کا اہتمام کیا جائے اور آئندہ سچے اور باعمل مسلمان کے طور پر جینے اور مرنے کا عزم مصمم کیا جائے! یعنی سابقہ خطاؤں پر استغفار اور آئندہ اصلاح کا پختہ عزم۔

(ii) اس ملک خداداد پاکستان میں جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا دین حق کے قیام اور شریعت اسلامی کے حقیقی نفاذ کو پوری قوم اپنی ترجیح اول قرار دے تاکہ پاکستان کی بقاء و سالمیت کو لاحق خطرات دور ہو سکیں اور یہ صحیح معنوں میں اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور قائد اعظم کے الفاظ میں روشنی کا مینار ثابت ہو! بقول اقبال۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆☆

سوال: کیا ہم بحالت موجودہ بھارت سے جنگ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ کیا ہم بھارت کے مقابلے میں بہت کمزور نہیں؟

جواب: ہماری طرف سے کسی نوع کی جارحیت یا جنگ کے آغاز کا سوال نہیں ہے لیکن اگر ہم پر جنگ مسلط کر دی گئی تو پھر ہمیں اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم روایتی جنگ میں بھارت سے کمزور ہیں لیکن ہمارے پاس ایٹمی ڈیٹرنٹ ہے۔ ایک لحاظ سے ہم بھارت سے کمزور نہیں۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے ”تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو“۔ سوال ہمارے مومن اور حقیقی مسلمان ہونے کا ہے۔ اگر ہم اجتماعی سطح پر توبہ کر لیں اور اللہ کا دامن تمام لیں تو یقیناً ہمیں اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی، پھر ہم کسی سے کمزور نہیں۔ آپ نے دیکھا دنیا کی عظیم ترین طاقت امریکہ سات سال سے دنیا بھر کی مدد لے کر بھی بے سروسامان طالبان کو شکست نہیں دے سکے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ کی مدد حاصل ہے، لہذا مایوسی کی کوئی بات نہیں، اپنے شب و روز بدلنے کی ضرورت ہے۔

سوال: کیا آپ پاکستان میں طالبان کے طرز کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ”طالبان کا نظام“ اسلامی نظام ہے؟

جواب: طالبان نے اپنی سوچ اور فہم کے مطابق شریعت کا نفاذ کر دیا تھا اور اس کی برکات اور ثمرات بھی ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے اور وہ کھل اسلامی نظام کی طرف پیش رفت کر رہے تھے کہ خوفزدہ عالمی قوتوں نے ان پر جنگ مسلط کر دی۔ البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے حامی طالبان کی نسبت زیادہ broad vision رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مقدمہ

تاریخ کی عدالت میں

اسلامی تاریخ کی کئی فتوحات ایسی ہیں کہ عورت کی مظلومیت جن کا فوری سبب بنی۔ ہے کوئی جو اپنی درخشندہ تاریخ سے سبق سیکھے؟

حافظ محمد مشتاق ربانی

”اور کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بُری جگہ ہے تمہارے لیے ان دو گروہوں میں ایک نشانی ہے جو باہم جنگ کر رہے تھے۔ ایک راہِ خدا میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے سے دو گنا دیکھ رہا تھا۔ اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بے شک اس میں اہل نظر کے لیے عبرت ہے۔“ (آیات: 13، 14)

مسلمانوں کی بنو قیہاق کے ساتھ باقاعدہ جنگ کا آغاز ایک عرب عورت کے ساتھ گھٹیا حرکت کرنے کی وجہ سے ہوا۔ ابن ہشام سیرۃ النبی (جلد 2، ص 72) میں لکھتے ہیں کہ: ”اس جنگ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عرب کی ایک عورت سوق بنی قیہاق میں کوئی چیز لے کر آئی اور اُس کو فروخت کر کے ایک سناہ کی دکان پر بیٹھ گئی۔ یہود نے عورت کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا۔ عورت نے انکار کیا۔ سناہ نے عورت کے ساتھ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی۔ جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اس کا ستر کھل گیا۔ یہودی ہنسنے لگے اور اس عورت کی خوب ہنسی اڑائی۔ عورت نے شور مچایا۔ ایک مسلمان نے آ کر اس سناہ کو جو یہودی تھا، قتل کر دیا۔ یہودیوں نے ہجوم کر کے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ اس مسلمان کے اقارب نے فریاد کی، تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا بازار گرم ہوا۔“

اس واقعے کے بعد نبی کریم ﷺ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور آپ بنو قیہاق پر حملہ کرنے کے لیے نکلے۔ انہوں نے جب دیکھا تو قلعہ بند ہو گئے۔ آپ نے سختی سے ان کا پندرہ دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ بنو قیہاق نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیے کہ رسول اللہ ﷺ جو فیصلہ بھی ان کی اولاد عورتوں اور مال و جان کے بارے میں کریں انہیں قبول ہوگا۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے سب کو باندھ دیا گیا، لیکن عبداللہ بن ابی کے بیچ میں پڑنے سے آپ نے آخر کار معافی تو دے دی، تاہم سب کو جلا وطن کر دیا اور ان کے اموال ضبط کر لیے گئے۔

جرات و ہمت کا ایک اور تاریخی واقعہ ہے۔ اندلس کے عیسائی شاہی خاندان میں رسم تھی کہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو وہ طلیطلہ بادشاہ کی خدمت میں تربیت حاصل کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔ اسی رسم کے تحت جو لین نامی شخص نے بھی اپنی لڑکی بادشاہ وقت راڈرک کی خدمت میں ادب و تربیت کے حصول کے لیے بھیجی۔ لڑکی بہت

اس بد عہدی کی رسم سب سے پہلے بنو قیہاق نے ڈالی۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ بنو قیہاق پہلے یہود تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے کیے ہوئے معاہدہ کو توڑا بلکہ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ان کی اس عہد شکنی کی طرف قرآن حکیم نے بھی اشارہ فرمایا:

”وہ لوگ جن سے تم نے (صلح کا) عہد لیا، پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ دیتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ سے) وہ ڈرتے نہیں۔ اگر تم ان کو جنگ میں پاؤ تو انہیں ایسی مار مارو کہ لوگ ان کے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں، عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تمہیں کسی قوم سے بد عہدی کا خطرہ ہو تو تم بھی اسی طرح ان کا عہد ان پر پھینک دو۔ اللہ بد عہدوں کو پسند نہیں کرتا۔“ (الانفال: 56، 58)

علامہ محمد بن عمرو واقدی بنو قیہاق کے یہودی عہد شکنی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے جب آنحضرت ﷺ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ دیا تو نبی کریم ﷺ غزوہ بدر کے بعد بنی قیہاق کے بازار گئے تو آپ ﷺ نے یہود سے خطاب کیا کہ اے معشر یہود! اللہ سے ڈرو، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہوا۔ تم اسلام قبول کر لو کیونکہ تم نے مجھے ان علامات کے مطابق پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لیا ہوا ہے۔ چنانچہ ﴿وَآخَذْتَهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ﴾ کے مصداق بنو قیہاق نے آنجناب کو جواب دیا کہ اے محمد ﷺ تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ وہ لوگ لڑائی کے فن سے نا آشنا تھے اور جاہل تھے۔ تم نے ان پر قابو پا لیا۔ واللہ! اگر ہم سے جنگ کی تو تمہیں ہماری کیفیت معلوم ہو جائے گی کہ ہم کیسے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق سورہ آل عمران کی درج ذیل آیات اسی پس منظر میں نازل ہوئیں۔

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں جو مواخات قائم کیں ان کا تعلق تو صرف مہاجرین اور انصار سے تھا، لیکن بیثاق مدینہ میں مدینہ منورہ کے تمام آبادکار شامل تھے۔ ان میں سے ایک یہودی تھے، جن کی تعداد تقریباً چار پانچ ہزار تھی۔ یہودیوں کے کئی قبیلے تھے لیکن مشہور اور بڑے قبائل تین تھے:

(1) بنو قیہاق: یہ خزرج کے حلیف تھے اور مدینہ منورہ کے اندر سکونت پذیر تھے۔ یہ لوگ بڑے بہادر تھے اور تجارت پیشہ اور سناہ تھے۔ ان کے ہاں کھیتی باڑی اور باغبانی نہیں تھی۔

(2) بنو نضیر: بنو نضیر اوس کے حلیف تھے۔ سورۃ الحشر اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے بارے میں نازل فرمائی۔ اس یہودی قبیلے میں سے صرف دو شخصوں نے اسلام قبول کیا۔

(3) بنو قریظہ: بنو قریظہ بھی اوس کے حلیف تھے، اور مدینہ کے مضامقات میں رہتے تھے۔ ان کی غداری کی وجہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنایا کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے، عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا جائے اور ان کے اموال کو تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان یہودی قبائل سے جو معاہدہ کیا، اس کے بارے میں آپ کی شدید خواہش یہ تھی کہ وہ برقرار رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی جانب سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا جس سے ان سے کیے ہوئے معاہدے پر کوئی اثر پڑتا ہو لیکن یہودی جن کی سرشت میں بد عہدی اور خیانت ہے وہ جلد ہی ایسے اقدامات کرنے لگے جو عہد شکنی پر منتج ہوئے، کبھی مسلمانوں کی تنظیم ان کے لیے مسئلہ بنی، کبھی قریش نے انہیں بد عہدی پر اکسایا، کبھی ذاتی منافع ان کے آڑے آیا، اور کبھی اقتدار میں کمی نے انہیں ورغلا یا۔

خوبصورت تھی، اس لیے راڈرک اس پر عاشق ہو کر اس کے ساتھ ہر قسم کی زیادتی کرنے لگا۔ لڑکی نے اس کی اطلاع اپنے والد کو دی۔ جو لین کو سخت طیش آیا لیکن وہ راڈاک کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ اس نے انتقامی طور پر مسلم سپہ سالار موسیٰ بن نصیر کو اندلس پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ موسیٰ بن نصیر نے ایک غیر مسلم کی فریاد پر طارق بن زیاد کو

اپنی شکست کے آثار نظر آئے تو اس نے دیکھا کہ جب تک اسلامی فوجیں نہیں نہیں گئی وہ بچ نہیں سکتا، تو اس نے شہنشاہ روم تو فیل بن میخائل کو لکھا کہ معصم نے اپنی تمام قوت میرے مقابلہ میں بھیج دی ہے اور دار الخلافہ بالکل خالی ہے اور یہ حملہ کرنے کے لیے بہترین موقع ہے، لہذا ادھر سے تم آؤ اور ادھر سے میں تو ان مسلمانوں کا

آزادی کے لیے کام کرنے والی خواتین و حضرات بھی ڈاکٹر عافیہ کے معاملے میں خاموش چلے آ رہے ہیں۔ شاید وہ اس لیے نہیں بول رہے کہ ڈاکٹر عافیہ ایک با عمل مسلمان خاتون ہے، اور اس کی حمایت میں آواز بلند کرنے سے امریکہ اور امریکی رنگ میں رنگے ہوئے پاکستانی حکمران ان سے خفا ہو جائیں گے۔

ہمارے لیے یہ لکھ کر یہ ہے کہ ایک وہ مسلمان تھے جنہوں نے ایک عورت کی حرمت کے لیے

یہودیوں کا باقاعدہ محاصرہ کیا، ہندوستان اور اندلس پر لشکر کشی کی اور ایک ہم ہیں جنہوں نے خود

اپنی مسلمان بہن ڈاکٹر عافیہ کو دنیوی مفادات کی خاطر غیر مسلموں کے حوالے کر دیا

اپن پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ حملہ کے بعد نہ صرف وہ خاتون آزاد ہو گئی بلکہ پورا اندلس مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ کیا پاکستانی حکمرانوں اور اداروں کے سامنے ولید بن عبدالملک کے عہد کی ایمان افروز داستان نہیں پہنچی؟ لٹکا (جزیرہ سراندیپ) میں کچھ عرب تاجر آباد تھے۔ ان میں سے ایک تاجر کا انتقال ہو گیا۔ لٹکا کا راجہ مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات کا خواہاں تھا۔ اس نے فوت ہونے والے تاجر کے اہل و عیال کو بحری جہاز کے ذریعے روانہ کیا، جن میں کچھ حاجی بھی تھے۔ جب یہ جہاز دہلی کے قریب پہنچا تو سندھی قزاقوں نے جہاز پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا اور عرب عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے ایک عورت نے جس کا تعلق بنی یربوع قبیلے سے تھا، غائبانہ طور پر حجاج بن یوسف سے مدد کی فریاد کی۔ حجاج کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس پر بڑا اثر ہوا اور اس نے جواب دیا کہ میں آیا اور اسی وقت دہلی کے راجہ داہر کو لکھا کہ عرب عورتوں کو واپس کر دو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ کام بحری قزاقوں کا ہے، اس لیے میں مجبور ہوں۔ یہ جواب سن کر حجاج نے پہلے صید اللہ بن مہمان کو فوج کے ساتھ بھیجا جو جنگ میں کام آ گئے۔ پھر بدیل بن طہفہ ابلیخی کو فوج دے کر بھیجا، یہ بھی سندھیوں سے شکست کھا گئے۔ آخر کار حجاج نے اپنے داماد اور بھتیجے محمد بن قاسم ثقفی کو سندھ روانہ کیا، جس نے اپنی جرأت و شجاعت اور بہترین جنگی حکمت عملی سے پورا سندھ فتح کیا۔ گویا سندھ کی فتح میں فوری سبب بھی ایک عورت کی مظلومیت بنی۔

خاتمہ کر دیں گے۔ سلطنت روم اور خلافت بغداد دونوں پرانے حریف تھے، اس لیے تو فیل نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور تقریباً پونے دو لاکھ رومی لشکر اور اس کے علاوہ خرمیوں کی جماعت کو لے کر (دہلی) پر چڑھ آیا اور یہاں کے مسلمان مردوں کو قتل کیا اور بہت سی عورتیں گرفتار کیں۔ ان گرفتار شدہ عورتوں میں سے ایک ہاشمی عورت بھی تھی، اس نے ”واہ معصماہ“ کی فریاد کی یعنی ”اے معصم میری مدد کر“۔ معصم کو جب تو فیل کے ان وحشیانہ مظالم کی خبر ہوئی اور اس عورت کی فریاد پہنچی۔ تو وہ اس وقت دربار میں تخت پر بیٹھے بیٹھے بولا: لبیک لبیک! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ فوراً تخت سے اتر کر کوچ کی منادی کی۔ گویا ایک مظلوم عورت کی فریاد اس کے اتنے بڑے اقدام کا سبب بنی۔

ہمارے لیے یہ لکھ کر یہ ہے کہ ایک وہ مسلمان تھے جنہوں نے ایک عورت کی حرمت کے لیے یہودیوں کا باقاعدہ محاصرہ کیا، ہندوستان اور اندلس پر لشکر کشی کی اور ایک ہم ہیں جنہوں نے خود اپنی مسلمان بہن ڈاکٹر عافیہ کو دنیوی مفادات کی خاطر غیر مسلموں کے حوالے کر دیا۔

ہمارے اسلاف میں غیرت تھی وہ دینی حمیت کے سچے جذبے سے سرشار تھے اور انہیں بہن، بیٹی اور ماں کے تقدس کا بھرپور احساس تھا جبکہ ہم ایک با عمل مسلمان عورت کے مقام و مرتبہ کو پاؤں میں روندنے والے ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں میں غیرت اور ایمان نام کی کوئی چیز نہیں۔ اصحاب اقتدار کے لچھنوں کو دیکھ کر ایک امریکی وکیل نے طنزیہ کہا تھا کہ پاکستانی تو اتنے بے توقیر ہیں کہ چند ڈالروں کے عوض اپنی ماؤں کو بھی بیچ دیتے ہیں۔ کہاں کی غیرت اور کہاں کی شرم؟

حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں عورت کی

اسی طرح عباسی خلیفہ معصم باللہ کے دور کی سب سے بڑی فتح عموریہ (اموریم) ہے۔ عموریہ ایشیائے کوچک میں رومیوں کا بڑا مرکز تھا۔ عموریہ کی بھی فوری فتح کا سبب ایک عورت کی مظلومیت واقع ہوئی۔ اس فتح کا پس منظر یہ ہے کہ 223ھ میں با بک خرمی کو جب

الغرض اگر مشرف حکومت نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ظالموں کے حوالے کر کے بدنامی اور ساری دنیا کی بددعا نہیں لیں تو موجودہ حکومت کو چاہیے کہ وہ بلا تاخیر اس کی رہائی کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کرے کیونکہ وہ بے گناہ ہے اور اس دھرتی کی بیٹی اور اسلام کی سچی پیروکار ہے۔ اور اگر موجودہ حکومت نے بھی طوالت اقتدار کے لیے اس معاملے میں دلچسپی نہ لی تو ڈاکٹر عافیہ کی آپہن انہیں اقتدار سے محروم کر دیں گی اور انہیں اپنے ظلم کا خمیازہ بھگتنا ہوگا بلکہ سچے اہل ایمان ان کا تعاقب کریں گے۔ جیسا کہ سورۃ الاحزاب میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو اذیت پہنچانے کی سزا کے بارے میں سنت الہی کا ذکر ہے کہ:

”اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور جو مدینہ میں بری افواہیں پھیلانے والے ہیں اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم تم کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔ ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوگی، جہاں کہیں پائے جائیں گے۔ پکڑے جائیں گے اور جان سے مار ڈالے جائیں گے۔ یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔“

(الاحزاب: 60-62)



دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ سرحد جنوبی کے مبتدی رفیق محمد اقبال اعوان کے والد وقات پا گئے
 - رفیق تنظیم اسلامی محمد یعقوب عمر کی والدہ وقات پا گئیں
 - تنظیم اسلامی شاہ فیصل کراچی کے رفیق ڈاکٹر رشید احمد بٹ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے
- اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقاء تنظیم اسلامی اور قارئین

عالمی اور ملکی حالات

مختصر جائزہ

عطاء الرحمن عارف

گزشتہ ایک ماہ کے دوران پیش آنے والے عالمی اور ملکی حالات میں امید کی کرنیں بھی ہیں اور ہماری توجہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تنبیہات بھی ہیں۔

اوپاما: منصب صدارت پر

اہم ترین معاملہ امریکہ میں صدارتی انتخابات کا انعقاد ہے جو فی زمانہ گلوبلائزیشن اور تیسری دنیا کے ممالک کے رویے اور بالخصوص مسلمان ملکوں کے سر تسلیم خم کر دینے کے باعث اب پوری دنیا کے لئے ایک اہم واقعہ ہے۔ بارک حسین اوپاما کا صدر بن جانا حیران کن بھی ہے اور کسی حد تک خوش کن بھی، مگر ہمیں اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا ہوگا کہ ایسا کیوں ہوا؟ دراصل امریکی اسٹیبلشمنٹ کو اپنے چہرے سے وہ سیاہ دھبے دھونے کے لئے، جو بوش کے آٹھ سالہ دور میں پڑے ہیں، وائٹ ہاؤس میں سیاہ قام صدر کی ضرورت تھی، جس کے انتخاب سے کئی فوائد حاصل کئے گئے۔

1- دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ امریکہ صرف بیرون ملک ہی انسانی حقوق کی جنگ نہیں لڑ رہا بلکہ وہ اپنے ملک میں بھی برابری کی بنیاد پر کالوں کو ان کا حق دے رہا ہے۔

2- افریقی ممالک کو اس بات پر ہی خوش کرنے کی کوشش کی گئی کہ ان کا ایک سپوت امریکہ کا صدر بن گیا ہے اور اس طرح امریکی قوم نے اس 480 سالہ ظلم و زیادتی کا ازالہ کر دیا ہے جو امریکی اور دیگر مغربی اقوام نے افریقی ممالک سے آزاد انسانوں کو اغوا کر کے اور غلام بنا کر کی تھی۔

3- ایک اور اہم مقصد یہ بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ افریقی اور مسلمان باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے صدر امریکہ وہ ایجنڈا پورا کر سکے جو بوش ادھورا چھوڑ گیا ہے۔ اور کالا صدر اسٹیبلشمنٹ کے اشاروں پر وہ کام کر سکے جو امریکہ اور صیہونوں کے آئندہ اہداف ہیں یعنی پاکستان پر حملہ، ایران کے ایٹمی پروگرام پر حملہ اور مشرق وسطیٰ میں مسلم اٹاٹوں پر قبضہ مستحکم کرنا۔

4- اسی طرح اسرائیل کی پہلے سے زیادہ مدد اور شاہ

سے زیادہ شاہ کے وقادار ہونے کا ثبوت مہیا کر دیا گیا۔ اس مقصد کے لئے اوپاما جو پہلے ہی دیوار گریہ پر ماتھا ٹیک چکا تھا، اپنا چیف آف اسٹاف بھی ایک یہودی مقرر کر چکا ہے اور اسرائیل کی مدد کا واضح اعلان بھی کر چکا ہے۔

6- موروثی سیاست کا داغ بھی چھپا دیا گیا کہ بش، کلنٹن اور بوش جو نیر کے بعد ہیلری کلنٹن کو صدارت نہ مل سکی۔ اوپاما کے انتخاب سے دنیا بھر میں عورتوں کے حقوق کے چیمپین کہلوانے والے اپنے ملک میں ایک عورت کو صدر بننے سے روکنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

امریکہ میں منصب صدارت پر کوئی بھی فائز ہو، ان کی اسلام اور مسلمان دشمنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امریکہ کا کنٹرول عملاً صیہونوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ پوری دنیا کو اپنے ٹکٹے میں کسنا چاہتے ہیں۔

☆ اس سے قبل 2000ء میں مسلمانوں نے الگور کے مقابلے پر اپنا وزن چارج بش کے پڑے میں ڈال دیا تھا اور مساجد سے بش کو ووٹ دینے کی اپیل بھی کی گئی اور اس کی حمایت میں تقاریر بھی کی گئیں۔

☆ ابراہام لنکن کو جس نے جنوری 1863ء میں غلامی کے خاتمے کا بل پیش کیا تھا، 14 اپریل 1865ء کو قتل کر دیا گیا اور اس طرح امریکی اشرافیہ نے اپنی نسل پرستی کا اظہار کیا۔

☆ جان ایف کینیڈی کو، جس نے افریقن امریکیوں کے ووٹ کے حق کا بل سینیٹ میں پیش کیا، اس کو قانون کے پاس ہونے سے قبل ہی 22 ستمبر 1963ء کو قتل کر دیا گیا۔

سامی الحاج کی رہائی

گوانتانامو بے میں مسلمان قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے، وہ یہ بات واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ انسانی حقوق کے چیمپین کہلوانے والے ملک کا اصل چہرہ کیا ہے؟ اس ضمن میں کسی قیدی کا صرف مسلمان ہونا ہی

تمام مظالم کا پیش خیمہ ہوتا ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو۔ گوانتانامو بے میں موجود امریکی، برطانوی، آسٹریلوی مسلمانوں کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے۔ الجزیرہ ٹی وی کا کیمرہ مین صحافی سامی الحاج جو 2001ء میں پاکستانی علاقوں سے پکڑا گیا تھا، اور اب گوانتانامو بے سے رہا ہوا ہے، اس کے بھائی کے مطابق وہ 38 سال کی عمر میں 80 سال کا لگتا ہے۔ اس کا جرم صرف یہ ہے کہ اس نے امریکہ کے لئے جاسوسی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

تیل اور بنکاری کے بحران اور متبادل نظام کی تلاش عالمی اقتصادی میدان میں تیل اور بنکاری کے بحران بھی قابل ذکر ہیں۔ اس حوالہ سے تیل 147 ڈالر فی بیرل تک جانے کے بعد 47.57 ڈالر فی بیرل کی سطح تک واپس آ گیا ہے۔ اس پورے معاملہ میں روس نے خاص حکمت عملی کے تحت امریکہ اور یورپ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے اور اب امریکہ کے حمایتی ممالک تیل کی پیداوار کم کرنے پر غور کر رہے ہیں

بنکاری کے میدان میں عالمی سرمایہ داری نظام خود اپنے پیدا کردہ مبادلات تجارت (derivatives) کے مستقل استعمال کی وجہ سے بحران کا شکار ہو چکا ہے derivatives کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی ٹھوس شے دو آئینوں کے درمیان رکھ دی جائے تو اس کے درمیان میں رکھا جانے والا واحد Object جو حقیقت کے اعتبار سے ایک ہوتا ہے مگر ان آئینوں میں وہ لامحدود دفعہ منعکس ہو کر نظر آرہا ہوتا ہے، یہی معاملہ اس مبادلہ تجارت کے ساتھ ہوا کہ بڑے بڑے بینکوں کا سرمایہ قرض، اور ڈرافٹ، ضمانت اور لیزنگ پر منحصر تھا جو غیر حقیقی معیشت ہے۔ اس کے مقابلے میں اسلام مالیاتی معیشت کا تصور پیش کرتا ہے، جس میں کوئی بھی شخص ایسی شے فروخت نہیں کر سکتا جو اس کی ملکیت نہ ہو۔

بارکلی بینک کی سالانہ رپورٹ کے مطابق بینک کے کل قرضے 345 ارب پاؤنڈ ہیں جب کہ تجارت کا کل حجم 541 پاؤنڈ ہے جو اصل قرضوں سے 196 ارب زائد ہے۔ یہی وہ سٹہ ہے جس نے عالمی کساد بازاری میں اضافہ کر دیا ہے اور اب تو خود مغربی مفکرین کسی متبادل نظام کی باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔ 10 اکتوبر 2008ء کے فنانشل ٹائمز کے شمارے میں فلپ اسٹیفنز نے اس بات کا

اعتراف کیا ہے کہ امریکہ اور یورپ کی 200 سالہ برتری کا خاتمہ قریب ہے۔ یہ سووی نظام درحقیقت انسانی اقدار کی تباہی اور اس کی بربادی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا جو اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے مگر اس سے قبل اس نے انسانیت کو اخلاقی، انسانی، مالی، خاندانی ہر سطح پر برباد کر دیا ہے۔

داخلی حالات

ملک کے داخلی حالات پر نظر ڈالیں تو صورتحال تشویشناک دکھائی دیتی ہے۔

مشکل گھڑی

پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے شدید ترین مشکل حالات سے گزر رہا ہے، 2001 میں لیا جانے والا مشہور پوٹرن اب قیمت وصول کر رہا ہے۔ اب ہم تو راہ پورا بننے کے اندیشے سے بھی زیادہ مصائب کا شکار ہیں۔ ہماری کمزوری اور بے بضاعتی کا عالم یہ ہے کہ زبانی کلامی احتجاج بھی نہیں کر سکتے، صرف اخباری احتجاج پر اکتفا کرتے ہیں، وہ بھی اس انداز میں کہ بقول صدر زرداری امریکہ حملہ کرنے سے پہلے ہمیں آگاہ کر دیا کرے تو بہتر ہو۔ ہم آج بھی چاہیں تو پاکستان کے ذریعے نیٹو افواج کی سپلائی معطل کر کے کوئی بھی مطالبہ منوا سکتے ہیں، اس کے لئے ہمیں نہ تو اسلحے کی ضرورت ہے اور نہ ہی فوجی طاقت کی بلکہ صرف عزم مصمم اور ایمان درکار ہے۔ دوسری جانب انڈیا میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں سے حالات شدید کشیدہ ہیں، اور کسی بھی ممکنہ جارحیت کا اندیشہ سروں پر منڈلا رہا ہے۔ ان تمام تر حالات کی وجوہ ظاہر و باہر ہیں۔ ان میں سب سے ہم بات فرد واحد کے کئے گئے وہ فیصلے ہیں جو عوامی امنگوں اور ملکی سالمیت کے خلاف تھے۔ تمام مکاتب فکر کے افراد، سوائے سامراجی کاسہ لیسوں کے، اس پوٹرن کے خلاف تھے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے مگر ہم اپنی ضروریات کی خوراک تک دیگر ممالک سے درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم پر اس وقت دو طرفہ مار پڑ رہی ہے۔ ایک جانب ہمارے دریا خشک کر دیئے گئے ہیں جس سے ہمارے ملک میں خشک سالی آگئی ہے اور ہم بھارت سے احتجاج کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ہم فصلوں کے لئے دوائیں، جڑی بوٹیاں، کھاد اور بیج تک درآمد کر رہے ہیں اور ڈالر کی قدر میں اضافہ کی وجہ سے ہماری درآمدی بل مسلسل بڑھ رہا ہے۔

آئی ایم ایف کا جال اور پاکستانی معیشت

اقتصادی میدان میں پاکستان کو آئی ایم ایف کے

جال میں پھنسا لیا گیا ہے اخباری اطلاعات کے مطابق ایک فریب کے ذریعے فرینڈز آف پاکستان کو پاکستان پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ وہ صدر زرداری جو امریکہ سے واپسی پر 100 ارب ملے کی خوش خبری سنا رہے تھے اور ان کے اس اقدام کو ہمارے سیکولر کالم نگار شاندار چھکا کہہ رہے تھے، اب آئی ایم ایف سے ڈیڑھ ارب کی بھیک مانگنے پر مجبور ہیں۔ اس وقت پاکستان کے عبوری وزیر خزانہ کو ایک خصوصی فون کال میں یہ خوشخبری سنائی گئی کہ ہم اپنے دوستوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے، جس کی بنا پر ہم نے اپنے آزمائے ہوئے اور دیرینہ دوستوں سعودی عرب اور چین کو چھوڑ دیا، مگر امریکہ نے جو دھری بن کر ان ہی کو فرینڈز آف پاکستان میں شامل کرایا جس کے بناء پر ہمارے دونوں دوست ناراض ہیں کہ ان سے بلا واسطہ رابطہ کیوں نہیں کیا گیا۔ بالآخر صدر صاحب کو دونوں کو منانے کے لئے وہاں خود جانا پڑا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک جانب ہمارے وزیر خزانہ، وزیر خارجہ، وزیر اطلاعات، وزیر اعظم اور مشیر داخلہ تک کشتکول لئے گھوم رہے تھے تو دوسری جانب 55 وزیروں کی کابینہ کا اعلان ہو رہا تھا جن کے لئے اسلام آباد کی منسٹر کالونی میں گھر کم پڑ گئے ہیں اور اب آئی ایم ایف کی امداد ملنے کے بعد ہم مزید 18 گھر کرائے پر لے کر ان کی تزئین و آرائش کرا سکیں گے۔ پاکستان کو ملنے والی امداد ایک جانب تو 2012 تک قسطوں کی صورت میں ملے گی، دوسری طرف اس کی ادائیگی 4.3 فی صد سود پر کی جائے گی جو بجائے خود اس طرح کے قرضوں میں نہایت مہنگا قرض ہے۔

عالمی سطح پر کساد بازاری کا ہماری معیشت پر اثر نہیں

پڑنا چاہیے کیونکہ ہماری معیشت کا دار و مدار برآمد پر نہیں بلکہ درآمد پر ہے اور ہم زیادہ تر ترقیاتی مصنوعات درآمد کرتے ہیں۔ ہم صرف ان میں کٹوتی کر کے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں، مگر آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنس کر ہم ایک بار پھر درآمدی بل میں اضافہ پر مجبور ہوں گے، کیونکہ ان کے لئے یہ ایک بہت بڑی منڈی ہے اور ان ہی کے کہنے پر ہم نے اپنی درآمدی ڈیوٹی میں کمی کی ہے۔ آئندہ بھی ہم ان مطالبات کے ماننے پر مجبور ہوں گے۔

دینی جماعتوں کے قائدین سے گزارش

دوسری طرف دینی جماعتیں اس وقت بھی باہم کشمکش میں مصروف ہیں اور خود کو اسی انتخابی جدوجہد میں مصروف عمل رکھنا چاہتی ہیں، جس سے کوئی خیر کی امید نہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آتی کہ الیکشن کے ذریعے نظام کی تبدیلی کا خواب اپنی تعبیر نہیں پاسکتا، دوسرے یہ کہ انتخابات میں حصہ لینا عملاً اس فسطائی نظام کو اپنانا ہے جو غیر اسلامی ہے اور جس نظام کے ثمرات کے طور پر پاکستان کی 61 سالہ تاریخ میں مسلم عالمی قوانین بھی شریعت کے برخلاف رائج ہوئے اور جمہوری دور میں اسمبلی میں دینی جماعتوں کے 65 ووٹوں کی موجودگی کے باوجود حقوق نسواں بل بھی پاس ہو گیا۔ دوسری جانب قادیانی بل 1974ء کی اسمبلی سے پاس ہوا، جس میں دینی جماعتوں کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر تھی، مگر اسٹریٹ پاور کی بنیاد پر وہ قانون پاس کروا لیا گیا تھا۔ چاہیے کہ دینی جماعتوں کے اکابرین اس نکتہ پر فوراً فرمائیں اور تبدیلی نظام کے لیے سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ مسنون انقلابی طریقے کار کو اختیار کریں۔

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے پانچ خطبات جو سالانہ محاضرات 1991ء میں دیئے گئے

حقیقت ایمان

تسوید و ترتیب: مولانا ابو عبد الرحمن شبیر بن نور

اہم موضوعات: ایمان کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم ایمان کا موضوع

۵ قانونی اور حقیقی ایمان کا فرق اور ان کے ضمن میں کلامی مباحث

۵ ایمان و عمل کا باہمی تعلق ۵ ایمان اور نفاق ۵ ایمان حقیقی کے سرچشمے

اشاعت خاص: 120 روپے اشاعت عام: 60 روپے

نئے صیہونی مالیاتی آرڈر کے قیام کے لیے

سنگل گلوبل کرنسی کا منصوبہ

دنیا کو معاشی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا یہ خطرناک کھیل
اوباما کے صدارتی حلف کے بعد شروع ہونے والا ہے

محمد امین الرحمن

جس طرح غلج کی پہلی جنگ کے بطن سے ”نیورلڈ آرڈر“ نے جنم لیا تھا، اسی طرح موجودہ عراق اور افغانستان کی جنگ اور عالمی مالیاتی بحران کے بطن سے ”نیا عالمی معاشی نظام“ جنم لینے کے لیے تیار ہے۔ یہ کھیل اوباما کے صدارتی حلف کے بعد شروع کیا جائے گا۔ امریکہ کے نو منتخب صدر باراک اوباما کا صدارتی حکیل 20 جنوری 2009ء کو حلف اٹھانے کے بعد شروع ہوگا، لیکن اس سے پہلے ہی وہ اس قسم کے اقدامات اٹھا رہے ہیں اور جن افراد کو اپنی آنے والی کابینہ میں شامل کر رہے ہیں اس سے ان کے اور ان کی پشت پر کھڑی صیہونی مالیاتی ایمپائر کے عزائم بڑی حد تک کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔ دنیا باقاعدہ طور پر 20 جنوری 2009ء کے بعد کس طرف رخ کرے گی، ہم اس کی جھلک دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امریکہ سے شروع ہونے والے معاشی بحران نے جس طرح دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے مالیاتی صیہونی ادارے ”سنگل گلوبل کرنسی“ رائج کرنے کا منصوبہ تشکیل دے رہے ہیں تاکہ تمام دنیا کی اقتصادیات کو اپنی مٹھی میں بند کر سکیں۔ اوباما کی اقتصادی کمپنی کے رکن اور فیڈرل ریزرو بینک کے سابق چیئرمین پال وولکر کا کہنا ہے کہ:

"A global economy requires a global currency"

"عالمی اقتصادیات عالمی کرنسی کی متقاضی ہے۔"

اوباما کی اس اقتصادی ٹیم میں صیہونی بینکر رابرٹ رابن بھی شامل ہے۔ سنگل گلوبل کرنسی ایسوسی ایشن کی ویب سائٹ SGCA میں رقم ہے کہ ”سنگل گلوبل کرنسی“ ”گلوبل سنٹرل بینک“ کے ساتھ گلوبل مانیٹری یونین کے تحت رائج کی جائے گی، لیکن ان تمام معاملات سے قبل ”گلوبل سنٹرل بینک“ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ یہ بینک علاقائی بینکوں کے ذریعے عمل میں لایا جائے گا جو اس وقت رابرٹ رابن جیسے صیہونی بینکروں کے ہاتھ میں ہے۔ اوباما کی اقتصادی ٹیم میں شامل یہ شخص شی گروپ بینکنگ کا ڈائریکٹر بھی ہے، یہی یہودی بینکر ”نارتھ امریکن سنٹرل بینک“ کا آغاز کر رہا ہے جو گلوبل بینک کی جانب پہلا قدم ثابت ہوگا۔

کینیڈا سے تعلق رکھنے والے فریزر انسٹی ٹیوٹ کے صیہونی ممبر ہربرٹ گروبل نے تجویز دی ہے کہ ”نارتھ امریکن سنٹرل بینک“ مانیٹری یونین کے ذریعے امریکہ

کا نگر لیس اور سینٹ میں ری پبلکن اور ڈیموکریٹک ارکان کی امریکی جزیروں کی جانب سے مارشل لاء کی دھمکی دی جاتی ہے، کیونکہ یہی وہ جزیروں ہیں جو ریٹائر ہونے کے بعد انہی صیہونی بینکوں کے سرمائے سے دنیا بھر میں تباہی پھیلانے کے لیے اسلحے کی سپلائی کے ٹھیکے حاصل کرتے ہیں۔ اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے ایک طرف عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمت اتنی نیچے کر دی گئی کہ ایک طرف روس کا تیل کوڑیوں کے دام ہو جائے، لیکن اس سے سب سے

جس طرح غلج کی پہلی جنگ کے بطن سے

”نیورلڈ آرڈر“ نے جنم لیا تھا، اسی طرح

موجودہ عراق اور افغانستان کی جنگ اور

عالمی مالیاتی بحران کے بطن سے ”نیا عالمی

معاشی نظام“ جنم لینے کے لیے تیار ہے

زیادہ نقصان اویک کو ہوا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ تیل آؤٹ کی رقم بھی 700 ملین ڈالر تھی اور تیل کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے اویک کی جیب پر بھی ڈاکہ 700 ملین ڈالر کا ڈالا گیا۔ کتنا عجیب اتفاق ہے..... اگر اس کے ردعمل کے طور پر اویک ممبران امریکہ اور مغربی ممالک کو تیل کی سپلائی بند کر دیں تو امریکہ سمیت یہ مغربی ممالک سر کے بل کھڑے ہو جائیں گے، لیکن ایسا کرے گا کون؟ اس بات کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ عالمی مالیاتی بحران کا فائدہ بھی اسی عالمی صیہونی مالیاتی گروپ کو حاصل ہوا ہے۔ اب اس عالمی منصوبے کے دوسرے رخ کی جانب آتے ہیں۔

عمل اور ردعمل ایک اصول پر استوار ہیں اسی طرح مالیاتی معاملات میں جب ایک فریق نقصان اٹھاتا ہے تو اس حوالے سے دوسرا فریق کہیں اور اس کا فائدہ بھی اٹھا رہا ہوتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ موجودہ مالیاتی بحران کا اصل فائدہ کس نے اٹھایا؟ امریکہ سے تعلق رکھنے والے عالمی صیہونی سرمایہ دار جارج سورس نے جنوب مشرقی ایشیا کی سٹاک مارکیٹ میں سے اپنا سرمایہ اچانک نکال کر خطے کی سٹاک مارکیٹ کو کیوں غیر مستحکم کیا؟ عالمی مالیاتی معاملات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ جارج سورس عالمی شہرت کے حامل صیہونی روٹھ شیلڈ خاندان کا فرنٹ مین ہے۔ اس خاندان کے امریکہ سے لے کر جاپان تک بینکوں کا ایک گلوبل جال بچھا ہوا ہے۔ یہ اور دنیا کے دیگر صیہونی خاندان مل کر عالمی مالیات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ سترہویں صدی سے اب تک اس خاندان نے کبھی کہیں ”خسارے“ کا سودا نہیں کیا۔ امریکہ پر حکومت کرنے والے فیڈرل ریزرو بینک کے ساتھ فیصد سے زائد حصص اسی صیہونی خاندان کی ملکیت ہیں۔ امریکہ میں 700 بلین ڈالر کا ”ہیل آؤٹ“ منصوبہ اسی صیہونی مالیاتی سینڈیکٹ کو فتح پہنچانے کے لیے منظور کیا گیا تھا، کیونکہ امریکی حکومت عراق اور افغانستان کی جنگ میں پہنچنے والے مالی خسارے کی وجہ سے ان بینکروں کا قرضہ اتارنے سے قاصر تھی۔ یہی وہ خسارہ ہے جس کی قیمت امریکی عوام کے ساتھ ساتھ ڈالر اور امریکی معیشت سے وابستہ باقی ماندہ دنیا کو ادا کرنا پڑی ہے بلکہ تیل پیدا کرنے والے ممالک اس کی زد میں سب سے زیادہ آئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ امریکہ کی جانب سے امریکی پرائیویٹ صیہونی بینکوں کو سہارا دینے کے لیے 700 بلین ڈالر کا ہیل آؤٹ پیکیج جاری کیا جاتا ہے۔

کینیڈا اور میکسیکو کے لیے ایک یونٹ کی طرح کام کر سکے گا۔ وہ اسے "A Case for the Amero" بھی کہتا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ:

"The National Banks of America, Canada and Mexico, will be replaced by a North American Central Bank. Like the European Central Bank, it will have its own Constitution. Thus the policies of the North

ہے، جو پہلے "نارتھ امریکن یونین" جو کینیڈا، امریکہ اور میکسیکو پر مبنی ہے رائج کی جائے گی۔ اس کے بعد اسے باقی دنیا پر ڈالر کی جگہ مسلط کر دیا جائے گا..... ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ برطانیہ یورپ میں ہونے کے باوجود اپنے یورو کی بجائے برطانوی پاؤنڈ کی انفرادیت کیوں قائم رکھے ہوئے ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بینک آف انگلینڈ جسے دنیا برطانوی حکومت کا بینک سمجھتی ہے، درحقیقت ایک امریکی فیڈرل ریزرو کی طرح ایک پرائیویٹ بینک ہے جس کے سب سے زیادہ حصص روتھ شیلڈ خاندان کے پاس ہیں۔

باراک اوہاما کے مشیر برائے خارجہ پالیسی برزنسکی کا کہنا ہے کہ ہم ایک دم

عالمی حکومت کے قیام کے لیے اچانک قدم نہیں اٹھا سکتے بلکہ اس کے لیے پہلے

علاقائی طور پر منظم ہونا پڑے گا

American Central Bank will be free from partisan national politics."

"امریکہ، کینیڈا اور میکسیکو کے سینٹرل بینکوں کو "نارتھ امریکن سینٹرل بینک" کے ذریعے بدل دیا جائے گا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح یورپی یونین میں کیا گیا۔ اس بینک کا اپنا مالیاتی قانون ہوگا اس طرح وہ نارتھ امریکن بینک کی قومی سیاسی پالیسیوں سے آزاد ہوگا۔"

(The Case for the Amero: The Institutions of a North American Monetary Union)

ایک اور صیہونی تھنک ٹینک سینٹر فار اسٹریٹیجک اینڈ انٹرنیشنل اسٹڈیز (CSIS) نے اس منصوبے کو شمالی امریکہ کا مستقبل اور پراجیکٹ 2025ء کا نام دیا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ باراک اوہاما کا مشیر برائے فارن پالیسی برزنسکی اس تھنک ٹینک کا ڈائریکٹر اور ٹرٹی ہے!! "Slow road to hell" کے عنوان سے ایک مضمون میں برزنسکی نے اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے کہ "ہم ایک دم عالمی حکومت کے قیام کے لیے اچانک قدم نہیں اٹھا سکتے بلکہ اس کے لیے پہلے علاقائی طور پر منظم ہونا پڑے گا۔"

اس حوالے سے یہی خیال کیا جا رہا ہے کہ جس طرح یورپی یونین نے "یورو" EURO کے نام سے اپنی متحدہ کرنسی متعارف کرائی ہے اسی طرح "امیرو" Amero کے نام سے نئی گلوبل کرنسی متعارف کرانے کا منصوبہ زیر غور

سے ڈی لنک قرار دلوادیا تھا جس کے بعد فیڈرل بینک کو اجازت تھی کہ سونے کی مقدار سے زائد ڈالر چھاپ کر مارکیٹ میں لاسکتا تھا۔ اس قانون نے امریکی قوم اور معیشت کو آہستہ آہستہ دیوالیہ کی جانب رواں دواں کر دیا تھا، لیکن اتنا بڑا مالیاتی ٹائی ٹینک ڈوبنے کے لیے بھی کئی دہائیاں درکار تھیں۔ اس صورت حال کو اس وقت زیادہ دھچکے لگا جب امریکی بینکروں نے یہاں کا سونا امریکہ سے یورپ منتقل کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایک طرح سے امریکی حکومت پر دباؤ تھا کہ اب "نیا سٹم" ہی امریکہ کو مالیاتی "دھڑن تھننے" سے بچا سکتا ہے۔ اس کی مثال امریکہ کے 1907ء کے مالیاتی بحران سے لی جاسکتی ہے۔ امریکہ کی شاک مارکیٹ میں سے "پراسرار ہاتھوں" نے جب اچانک سرمایہ نکالا تو امریکہ میں ایک خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اسی بحران کے بلن سے ایک نئی صیہونی مالیاتی سازش نے جنم لیا تھا جس نے ہمیشہ کے لیے امریکہ کو منہجہ یہود میں دے دیا۔ اچانک امریکہ میں جے پی مورگن (1837-1913) نامی بینکر نے امریکی معیشت کو "سہارا" دینے کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا اور حیرت انگیز طور پر اس نے گرتی ہوئی وال سٹریٹ کو بچانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس کی تفصیلات خاصی طویل ہیں، مختصراً مورگن نے اپنے تمام صیہونی بینکر ساتھیوں کے ساتھ مل کر امریکی معیشت کو دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا کیا لیکن اس کی قیمت امریکی قوم کو "فیڈرل ریزرو بینک" کی شکل میں ادا کرنا پڑی جو جے پی مورگن اور دیگر گیارہ مالیاتی خاندانوں کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے۔ یوں دنیا خصوصاً امریکہ اور یورپ ایک نئے مالیاتی نظام سے دوچار کر دیے گئے۔ خاصے عرصے بعد جا کر اس حقیقت کا علم کچھ لوگوں کو ہوا کہ جے پی مورگن درحقیقت برطانیہ کے روتھ شیلڈ خاندان کا "فرنٹ مین" تھا اور انہی کا سرمایہ اپنے اور دیگر بینکروں کے سرمائے میں شامل کر کے امریکہ کو معاشی بد حالی سے مشروط طور پر نکال رہا تھا۔ آج پھر وہی صورت حال پیدا کر دی گئی ہے۔ امریکہ اور یورپ کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے ممالک بھی اس مالیاتی بحران کا سرا تلاش کرنے میں ناکام ہیں۔ سب ایک ہی بات جانتے ہیں کہ "دنیا اس وقت ایک بڑے مالیاتی بحران سے دوچار ہے"۔ اس بحران سے نکالنے کے لیے جو سرمایہ صرف کیا جائے گا پھر دنیا اس کی قیمت "نئی گلوبل کرنسی" کی شکل میں ادا کرے گی۔

(بٹکریہ "ندائے ملت")



اس صیہونی خاندان کا سب سے زیادہ یورپی سرمایہ اسی بینک کے ذریعے گردش کرتا ہے۔ اس لیے اگر برطانیہ فوراً یورو میں اپنی کرنسی لے آتا تو برطانوی عوام کو تو اس کا فائدہ ہوتا، لیکن بینک آف انگلینڈ کے صیہونی مالکان کو خاصا خسارہ برداشت کرنا پڑتا، جس کی وجہ سے عالمی مالیاتی ساہوکاروں کا غلام تاج برطانیہ یا اس کی نام نہاد جمہوری حکومت پاؤنڈ کو یورو میں تبدیل نہ کرا سکی، جبکہ باقی یورپ نے اس صیہونی مالیاتی سازش سے بغاوت کرتے ہوئے یورو میں اپنی کرنسی کو تبدیل کر دیا۔ متحدہ یورپ کی واحد کرنسی کے سامنے پاؤنڈ کے افادیت جلد کھو جانے کے خوف سے شمالی امریکہ میں نئی طرح کی مالیاتی سلطنت کے قیام کا منصوبہ وضع کیا گیا ہے جس میں جنوبی امریکہ کے غریب ملک نہیں بلکہ شمالی امریکہ کے امیر ملکوں امریکہ، کینیڈا اور میکسیکو کو شامل کیا گیا ہے، تاکہ تدریجاً اس کرنسی کو پہلے براعظم امریکہ اس کے بعد باقی دنیا پر مسلط کیا جاسکے۔ اس کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ چین گزشتہ آٹھ دس برسوں کے دوران ڈالر کی شکل میں بڑا زر مبادلہ جمع کرتا رہا ہے، اس کے بعد اس نے ڈالر کو بین الاقوامی کھلی مارکیٹ میں پھینک کر اس کی جگہ سونا ذخیرہ کر لیا۔ یوں ڈالر بین الاقوامی مارکیٹ میں محض کاغذ کے ٹکڑے کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس تاثر کو بھی ختم کرنے کے لیے بین الاقوامی مالیاتی مافیا کے لیے "امیرو" Amero نامی کرنسی کا اجراء ضروری ہو گیا تھا۔ ستر کی دہائی میں امریکی حکومت میں شامل اپنے مالیاتی کارندوں کے ذریعے مالیاتی مافیا نے ڈالر کو سونے

سکھر میں بانی تنظیم اسلامی کا خطاب عام

ملتزم رفیق تنظیم اسلامی سکھر عرفان طارق ہاشمی کی دلی خواہش تھی کہ ان کا نکاح بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ چنانچہ 21 اکتوبر 2008ء بروز منگل بعد نماز عشاء سفید جامع مسجد حسینی روڈ سکھر میں خطاب عام و نکاح کا پروگرام طے پایا۔

خطاب کے اعلان کے لئے شہر کے اہم مقامات پر پوسٹرز آویزاں کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ لاڈلہ ڈاکٹر اسپیکر کے ذریعہ دونوں مسلسل پروگرام کی تشہیر کروائی گئی اور ذاتی طور پر پروگرام میں شرکت کی دعوت بھی بھرپور انداز میں دی گئی۔

یہ پروگرام حضور ﷺ کے اس فرمان کے مطابق رکھا گیا جو کہ جامع ترمذی میں نقل کیا گیا ہے: ”نکاح کا اعلان عام کرو اور اسے مسجدوں میں منعقد کرو“۔ بانی محترم کا یہ خطاب ”شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک“ کا تسلسل تھا جو کہ ڈاکٹر صاحب نے 27 اگست 1981ء کو اپنی تیسری بیٹی کے عقد نکاح کے موقع پر شروع کی تھی۔

بعد نماز عشاء خطاب شروع ہوا۔ بانی محترم نے جامع انداز میں ”شادی بیاہ کی تقاریب اور سنت نبوی ﷺ“ کے اہم موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ اس سے قبل انہوں نے خطبہ نکاح پڑھا۔ حاضرین کی تعداد توقع سے بھی زیادہ تھی۔ پروگرام میں تقریباً 800 افراد نے شرکت کی، جن میں رفقاء بھی شامل تھے۔ خصوصاً شاہنچو ”ضلع دادو“ سے رفقاء سفر کی صعوبت برداشت کر کے پروگرام میں شریک ہوئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ عرفان طارق ہاشمی کی دعوت ولیمہ گلے روز تھی۔ لہذا موقع کو قیمتی جان کر بانی تنظیم کا ایک خطاب عثمانی جامع مسجد براج کالونی سکھر میں رکھا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے حالات حاضرہ پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔ اس خطاب کے لئے تشہیر نہ ہونے کے برابر تھی۔ صرف ذاتی رابطہ کے ذریعہ دعوت دی گئی۔ پھر بھی الحمد للہ 200 افراد شریک محفل رہے۔ بانی محترم کے دونوں خطابات سامعین نے توجہ اور دلچسپی سے سماعت فرمائے۔

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

تنظیم اسلامی دہری کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی دہری کے زیر اہتمام دہری سے 15 کلومیٹر فاصلے پر ابا کنڈ گاؤں میں ایک دعوتی اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے لیے ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی ڈاکٹر فیض الرحمن، نبی محسن کے ہمراہ تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز عصر ہوا۔ پہلی نشست میں نبی محسن نے عظمت قرآن کے موضوع پر مختصر مگر جامع گفتگو کی۔ اس کے بعد مشورہ سے تین مساجد کا انتخاب کیا گیا۔ مسجد ابا کنڈ پہلے سے منتخب تھی۔ اس میں ڈاکٹر فیض الرحمن نے نماز مغرب کے بعد خطاب کیا۔ سرہاٹ بالا گاؤں میں نبی محسن نے فرائض دینی کے جامع تصور پر مفصل خطاب کیا۔ مسجد سرہاٹ پائین میں جناب ممتاز بخت ”عبادت رب“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس دعوتی اجتماع کا مرکزی پروگرام جامع مسجد ابا کنڈ میں ہوا، جہاں پر ناظم دعوت نے بعد نماز مغرب عبادت رب کے موضوع پر مفصل اور جامع خطاب فرمایا۔ ان تینوں مساجد میں مجموعی طور پر 60 افراد شریک محفل رہے۔ ان پروگراموں کے بعد عشاء کا اہتمام امیر مقامی تنظیم لائق سید نے کیا تھا۔ انہوں نے رفقاء کے لیے رات کے

قیام کا بندوبست بھی کیا تھا۔ اگلے روز دوسری نشست کا اہتمام چکیان کی جامع مسجد میں فہم دین کورس کی شکل میں ہوا۔ جس میں چکیان کے چند افراد شریک رہے۔ پروگرام کو تین گھنٹوں میں تقسیم کر کے تین موضوعات پر مفصل بات کی گئی۔ پہلی نشست میں جناب نبی محسن نے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب فرمایا، بعد میں ناظم دعوت ڈاکٹر فیض الرحمن نے نشستوں میں عبادت رب اور منہج انقلاب نبوی ﷺ پر مفصل گفتگو کی جس کو احباب نے بڑی دلچسپی سے سنا۔ اور آخر میں سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ بعد ازاں رفقاء تنظیم اور ناظم دعوت اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ: سعید اللہ خان)

أسرہ نوشہرہ کینٹ کا دعوتی پروگرام

21 نومبر 2008ء بروز جمعہ المبارک عصر تا مغرب تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام دفتر نوشہرہ میں ایک ماہانہ دعوتی اجتماع منعقد ہوا، جس کے لیے قبل ازیں بہت سے افراد کو دعوت دی گئی تھی۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد مقامی امیر تنظیم اسلامی قاضی فضل حکیم نے ”حقیقت و اقسام شرک“ کے موضوع پر ایک گھنٹے کا مفصل خطاب کیا۔ فاضل مقرر نے حاضرین پر شرک کے مضراثرات اور نتائج واضح کیے۔ انہوں نے خصوصی طور پر دو حاضرین کے شرک کو پہچاننے پر زور دیا۔ ان کے خطاب کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد ازیں رفقاء و احباب کی چائے سے تواضع کی گئی اور آئندہ اجتماع کے لیے تاریخ اور عنوان کا اعلان کیا گیا۔ چائے کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس پروگرام میں 9 رفقاء اور 30 احباب نے شرکت کی اور ایک حبیب نے بیعت فارم پڑ کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ (رپورٹ: جان ثارا ختر)

تنظیم اسلامی أسرہ نوشہرہ (خواتین) کا دعوتی پروگرام

22 نومبر 2008ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر أسرہ نوشہرہ (خواتین) کا دعوتی اجتماع ایک تعلیمی ادارہ ”دانش کدہ“ میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے لئے مقامی امیر تنظیم قاضی فضل حکیم کو مدعو کیا گیا تھا اور رفیقات و مقامی خواتین کو اس میں شرکت کے لئے پہلے سے ہی دعوت دی گئی تھی۔ قاضی فضل حکیم نے بذریعہ لاڈلہ ڈاکٹر اسپیکر ”حقیقت و اقسام شرک“ جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا۔ اس اجتماع میں رفیقات سمیت 35 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔ خواتین کے لئے پردے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ خواتین نے اس موضوع پر بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور تحریری طور پر کئی سوالات خصوصاً مزارات اور قبروں کے بارے میں پوچھے، جن کا فرداً فرداً مدلل جواب دیا گیا اور نماز عصر کے وقفے کے بعد بھی سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں تمام شرکاء کی چائے سے تواضع کی گئی اور آئندہ اجتماع میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ (رپورٹ: اہلیہ عامر صدیقی)

تنظیم اسلامی کراچی وسطی کے زیر اہتمام شب بیداری

تنظیم اسلامی کراچی وسطی کے زیر اہتمام 8 اور 9 نومبر کی درمیانی شب، شب بیداری کا پروگرام قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ہوا۔ رات 9 بجے رفقاء نے مل کر رات کا کھانا کھایا۔ کھانا ہر رفیق اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ رات 10 بجے بھائی عثمان علی نے سورۃ الحج کی آخری آیت پر تہذیبی بیان کیا، جس میں اہل ایمان کے لئے دعوت عمل کو عمدہ اسلوب

❖ ضرورت رشتہ ❖

☆ دینی میں قیام پذیر 33 سالہ، پابند شریعت، سٹیبلشڈ بزنس مین کو اپنی دوسری شادی کے لیے پابند شریعت، خوبصورت، دراز قد (عمر زیادہ سے زیادہ 25 سال) لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ مطلقہ، بیوہ کے سرپرست بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ: 0345-6498098 00971504563707

Email: himecot@yahoo.com

☆ بیٹا، عمر 32 سال، دیندار، ایم بی اے، فارن کوالیفائیڈ، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور اور کراچی کے رہائشی

رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0300-8431149

☆ اسلام آباد میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم بی اے، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، گریجویٹ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات

پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 051-4443934

☆ لاہور میں رہائش پذیر فنیسی تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم ایم اے، گورنمنٹ ملازم، پابند صوم و صلوة کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی اور بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی اے کی طالبہ، پابند صوم و صلوة، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-9924130 0333-4705965

☆ لاہور میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم میٹرک، پابند صوم و صلوة کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0334-4162499

میں واضح کیا۔ اس کے بعد ناظم دعوت عمر بن عبدالعزیز نے رفقہ کے سامنے سالانہ اجتماع کی کارگزاری بیان کی اور اجتماع کے رہنمائی کتابچہ میں درج امیر محترم و ہانی محترم کے پیغامات پڑھ کر سنائے اور رفقہ کے سامنے دعوت کی اہمیت کو واضح کیا۔ نیز انہوں نے دعوت کا عمل کیسے ہو؟ کے عنوان سے ایک مذاکرہ بھی کروایا۔ اس مذاکرے میں رفقہ نے بھرپور دلچسپی لی۔ یہ مذاکرہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد مقامی امیر تنظیم فاروق فصیح نے اپنی گفتگو میں تقیہ پر زور دیا کہ وہ اپنے اپنے اُسروں کے رفقہ سے خود بھی فرداً فرداً ملاقات کریں۔ جو رفقہ اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرتے ہیں، ہمیں انہیں بھی جگانا اور نظم سے جوڑنا ہے اور دعوت کے کام کو ایک نئے جذبے کے ساتھ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رفقہ سب سے پہلے اپنے گھروں میں دعوت کا کام کریں اور پھر اپنے محلے میں اور جہاں جہاں وہ معاشی جدوجہد کرتے ہیں، وہاں دعوت کے بے شمار مواقع ہوتے ہیں، وہاں بھی دعوت کا کام کریں۔ سونے سے قبل بھائی عثمان علی نے سونے کے آداب بیان کئے۔ اس کے ساتھ ہی رات کی پہلی نشست (رات ساڑھے بارہ بجے) اختتام پذیر ہوئی۔ اس نشست میں 15 رفقہ نے شرکت کی۔ رات کے آخری پہر رفقہ کو تہجد کے لئے بیدار کیا گیا۔ رفقہ نے انفرادی عبادت کی۔ بعد ازاں نماز فجر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد بھائی سلمان نے رفقہ کو اجتماعی طور پر دعائیں یاد کرائیں۔ منصور رونی نے درس حدیث دیا۔ ناظم قرآن اکیڈمی اشفاق حسین نے سیرت صحابہ میں سے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی اور اسلام کے لئے ان کی جدوجہد پر گفتگو کی اور صحابہ کرام کے حالات و واقعات سنائے۔ آخر میں ناظم رابطہ بھائی جلال الدین اکبر نے سورہ احقاف کی آیت نمبر 29 پر درس دیا۔

اختتامی گفتگو میں مقامی امیر تنظیم فاروق فصیح نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں رفقہ واحباب نے مل کر ناشتہ کیا۔ شب بیداری کی صبح کی نشست میں 20 رفقہ اور 8 احباب نے شرکت کی۔ یہ پروگرام اتوار کی صبح نو بجے اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: فاروق فصیح)

شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام سے واقفیت اور دور حاضر کے شرک سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مطالعہ کیجیے:

حقیقت و اقسام شرک

بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر احمد

کے جہ فکر انگیز خطابات

● معیاری کمپیوٹر کمپوزنگ ● عمدہ طباعت ● 128 صفحات
قیمت: اشاعت عام: 50 روپے، اشاعت خاص: 90 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-5869501

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2008ء کے جملہ پروگراموں پر مشتمل

سی ڈی MP3

قیمت صرف 25 روپے

تنظیم اسلامی کے علاقائی مراکز سے دستیاب ہے

مرکز تنظیم سے منگوانے کے لیے بذریعہ محط یا ای میل آرڈر ارسال فرمائیں

مرکز تنظیم اسلامی، 67۔ اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہولا ہور۔ فیکس 6271241

فون: 6316638-6366638 ای میل: markaz@tanzeem.org

ضرورت معاون

مرکز گڑھی شاہولا ہور میں ای میل اور انگریزی خط و کتابت کے لیے کل وقتی

یا جزوقتی معاون کی خدمات درکار ہیں۔ صرف رفقہ تنظیم رجوع کریں۔

معقول معاوضہ دیا جائے گا

مرکز تنظیم اسلامی، 67۔ اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہولا ہور۔ فیکس 6271241

فون: 6316638-6366638 ای میل: markaz@tanzeem.org